اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

”دین کی ضروری باتیں“(part 03c)

154 ”بزرگوں کی زبان“

ایک شخص نے بابا فرید رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ سے عرض کی: میری کئی لڑکیاں ہیں جن کی شادی کے اخراجات (expenses) اٹھانا میرے بس میں نہیں۔ یہ سُن کر آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے مٹی کا ایک ٹکڑا اُٹھایا، سورۂ اخلاص (یعنی قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ مکمل سورت) پڑھ کر دم کیا جس سے وہ مٹّی سونا (gold) بن گی۔ آپ نے اُسے سونا دے کر فرمایا: اسے لے جاؤ اور اپنی لڑکیوں کی شادی کرو۔ اُس آدمی کے دل میں لالچ پیدا ہوگئی کہ سونا بنانے کا طریقہ پتا چل گیا۔ اُس نے گھر پہنچ کر بہت ساری مٹی جمع کی اور سورۂ اخلاص پڑھ کر دم کیا مگر جب وہ پڑھتے پڑھتے تھک گیا اور تھوڑی سی مٹی بھی سونا نہیں بنی تو اُس نے اپنے ایک دوست کو ساری بات بتا دی ۔ دوست سمجھدار (sensible) تھا کہنے لگا: **بھائی! سورۂ اخلاص تو وہی ہے مگر بابا فرید صاحب رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی زبان کہاں سے لاؤ گے ؟** (انوار الفرید، ص ۳۰۰ ملخصًا)

اس حکایت (سچے واقعے) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ اللہ پاک کے نیک بندے اپنی زبان کو گناہوں سے بچاتے اور نیکیوں میں استعمال کرتے ہیں اسی لیے اللہ پاک اُن کی زبان میں اثر (effect) پیدا فرمادیتا ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ نیک بندوں کی طرح اپنی زبان کو گناہوں سے بچائیں اور نیکیوں میں استعمال کریں۔

تعارُف (Introduction):

بابا فرید صاحب رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ 569ھ یا 571ھ مطابق 1175ء میں پیدا ہوئے۔ (سیر الاولیاء مترجم، ص ۱۵۹،

انوارالفرید، ص۴۸،۴۲) آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ قرآن پاک حفظ کرنے اور ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملتان آ گئے اور وہاں قرآن و حدیث، فقہ (یعنی دینی مسائل) اور کئی شرعی علم حاصل کیے۔(خزینۃ الاولیاء، ۲/۱۱۰ ملخصاً) آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا انتقال، 5 مُحرَّم الحرام 664ھ مطابق 17 اکتوبر 1265ء کو ہوا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مزار پنجاب (پاکستان) کے شہر پاکپتن شریف میں ہے۔(فیضان بابا فرید گنج شکر، ص۹۶تا۹۸)

اللہ کے ولیوں کی شان:

پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: **هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ** یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت (bad luck) نہیں رہتا۔(صحیح مسلم، الحدیث: ۲۶۸۹، ص۱۴۴۴، ملتقطاً)

---

155 "پتھر روٹی بن گئے!"

حضرت احمد کبیر رفاعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بھانجے (بہن کے بیٹے) حضرت عبد الرحمٰن رفاعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایسی جگہ چھپ کر بیٹھا تھا کہ جہاں سے میں اپنے ماموں امام رفاعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دیکھ کر ان کی باتیں سن سکتا تھا کہ اچانک (suddenly) اوپر سے ایک آدمی زمین پر آ گیا اور آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: مشرق (east) سے آنے والے کو خوش آمدید (well come)، اس نے عرض کی: بیس (20) دن سے میں نے نہ کچھ کھایا ہے نہ پیا ہے میں چاہتا ہوں آپ مجھے میری پسند کا کھانا کھلائیں، آپ نے فرمایا: تم کیا کھانا چاہتے ہو؟ اس نے نظر اٹھائی تو پانچ مُرغابیاں (wildfowl) ہوا میں اڑ رہی تھیں اس نے کہا: مجھے ان میں سے ایک بھنی ہوئی (fried) مُرغابی، گندم (wheat) کی دو (2) روٹیاں اور ٹھنڈے پانی کا ایک (1) جگ چاہیے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ان مُرغابیوں کو دیکھا اور فرمایا: فوراً اس آدمی کی بات پوری کر دو! ابھی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ ان میں سے ایک بھنی ہوئی مُرغابی (fried wildfowl) آپ کے پاس آ گئی، پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے قریب پڑے ہوئے دو (2) پتھروں کو اُٹھا کر جیسے ہی اس کے سامنے رکھا تو وہ فوراً بہترین آٹے کی دو

(2)روٹیاں بن گئے، پھر ہوا میں ہاتھ اوپر کیا تو لال رنگ کا پانی سے بھرا ہوا جگ آ گیا اس کے بعد اس نیک آدمی نے کھانا کھایا اور پھر جس طرح آیا تھا اُسی طرح واپس چلا گیا، اُس کے جانے کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے تمام ہڈیوں (bones) کو الٹے ہاتھ میں لیا اور ان پر اپنا سیدھا ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: اے ہڈیو، مل جاؤ! اللہ پاک کے حکم اور بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کی برکت سے اُڑ جاؤ۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہڈیاں زندہ مُرغابی بن گئیں اور وہ مرغابی ہوا میں اُڑنے لگی۔ (جامع کرامات الاولیاء، ۱/ ۴۹۴، ملخصاً)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ اللہ پاک نے اپنے ولیوں کو ایسی طاقت دی ہے کہ وہ ایسے کام کر سکتے ہیں جو عام آدمی نہیں کر سکتا۔ دنیا کی چیزیں ان کے حکم پر چلتی ہیں وہ جس کام کا ارادہ (intention) کرتے ہیں اللہ پاک اپنی رحمت سے اُسے پورا فرما دیتا ہے۔

تَعَارُف (Introduction):

آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کا نام احمد بن علی ہے۔ آپ امام حسین رَضِیَ اللهُ عَنْہُ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ نے صرف سات (7) سال کی عمر میں قرآنِ پاک یاد کر لیا، صرف بیس (20) سال کی عمر میں بہت سارا علمِ دین حاصل کر لیا اور ساتھ ہی اپنے ماموں جان شیخ منصور رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ سے اہم دینی علم بھی حاصل کرنے لگے۔ (فیضان احمد کبیر رفاعی، ص ۱ تا ۶ ملخصاً) آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ (پیری مریدی کے) سلسلہ رفاعی کو شروع کرنے والے ہیں (الاعلام للزرکلی، باب الرفاعی، ج ۱، ص ۱۷۴) ۲۲ جمادی الاولی ۵۷۸ھ کو ظہر کے وقت آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کا انتقال ہوا۔ (فیضان احمد کبیر رفاعی، ص ۳۱)

اللہ کے ولیوں کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: **اَدْفِنُوْا مَوْتَاكُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِيْنَ** یعنی اپنے مُردوں کو نیکوں کے درمیان دفن (buried) کرو۔ (کنز العمال، الحدیث ۴۲۳۶۴، ج ۱۵، ص ۲۵۴)

مزار شریف اور اس کی حاضری:

{} ولیوں کے مزارات پر حاضری دینا برکت والا کام ہے۔(بہار شریعت، ج۱،ح۱،ص۲۷۵، مُلخصاً)

{} انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ کے مزارات کے ساتھ مسجد بنانا تاکہ لوگ ان کے مزارات پر آئیں، یہ مسلمانوں کی پُرانی عادت ہے۔پہلے کی اُمّتوں (nations) میں اصحاب کہف گزرے ہیں۔ یہ مسلمان بلکہ اولیاء کرام تھے، غیر مسلم بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لیے ایک غار (cave) میں چلے گئے، وہاں سوئے تو اُن کو موت آگئی اور تین سو (300) سال سوتے رہے پھر مسلمان بادشاہ کی حکومت میں یہ جاگے اور ان کے واقعے سے غیر مسلموں کو پتا چلا کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی مل سکتی ہے اور مسلمان جو قیامت میں دوبارہ زندہ ہونے کی بات کرتے ہیں، وہ صحیح ہے۔(صراط الجنان ج۵،ص۵۴۰ تا ۵۴۱ ماخوذاً) پھر یہ سب دوبارہ سو گئے یعنی انتقال کر گئے تو لوگ آپس میں مشورہ کرنے لگے، جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے: انہوں نے کہا "ہم ضرور ان کے قریب ایک مسجد بنائیں گے "۔(ترجمہ کنز العرفان)(پ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۰) علماء فرماتے ہیں کہ: یہ مسجد اس لیے بنائیں گے کہ جس میں مسلمان نماز پڑھیں اور ان اولیاء کرام کی برکتیں حاصل کریں گے۔(خازن، الکھف، تحت الآیۃ: ۲۱، ۳/ ۲۰۶، مدارک، الکھف، تحت الآیۃ: ۲۱، ص۶۴۶، ملتقطاً)

{} خود ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مزار شریف مسجد کے ساتھ ہے اور اُس پر ہرے رنگ کا خوبصورت گنبد بھی موجود ہے۔ نیز ہمارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مزار شریف کی حاضری کی بہت زیادہ اہمیّت (importance) ہے۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔(شعب الایمان، فضل الحج والعمرۃ، الحدیث ۴۱۵۹، ج۳، ص۴۹۰) یہاں تک فرمایا: جس نے بیت اللہ (یعنی اللہ پاک کے گھر) کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی (یعنی میرے مزار پر نہ آیا تو) اس نے مجھ پر ظلم کیا (مَعَاذَ اللہ (یعنی اللہ پاک کی پناہ))۔(الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۸، ص۲۴۸) حاجی کے لیے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مزار شریف پر حاضری واجب کے قریب لازم ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۱۰، ص۷۶۳ ملخصاً)

{} اللہ پاک کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: میں نے تم کو قبروں کی زیارت (قبرستان وغیرہ

جانے) سے منع کیا تھا تو اب محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی مجھ) کو اجازت دے دی گئی ہے (تو میں نے) اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی، لٰہذا تم بھی قبروں کی زیارت کرو بے شک وہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔(ترمذی،کتاب الجنائز، ۲/ ۳۳۰،حدیث:۱۰۵۶)

{}مزارات پر حاضری دینا بہت پرانا طریقہ ہے بلکہ خود ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہر سال جنگِ اُحُد میں شہید(یعنی اللہ پاک کی راہ میں لڑتے ہوئے قتل((murder)) ہونے والوں کے مزارات پر تشریف لاتے تھے۔(مصنف عبدالرزاق،کتاب الجنائز،۳/ ۳۸۱،حدیث:۶۸۴۵،مُلخصاً)

اللہ پاک کے ولی کا عرس:

{}بزرگوں کے عُرس میں قرآنِ پاک کی تلاوت ہوتی ہے، اللہ پاک کا ذکر ہوتا ہے، نعت خوانی اور اور اس کے علاوہ دیگر نیک کام ہوتے ہیں پھر ان سب کا ثواب مزار والے بزرگ کو پہنچایا جاتا ہے۔

{} اولیائے کِرام (رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ) کا عُرس منانا(یعنی سالانہ نیاز وغیرہ کرنا) اور اُن کو ثواب پہنچانا جیسے: فاتحہ دلانا، قرآن پڑھنا اور نعت خوانی کرنا وغیرہ سب ثواب کے کام ہیں۔(بہار شریعت،ج۱،۷۷۲ مُلخصاً) لھذا عُرس بہت برکت والا کام ہے۔

یاد رہے! عرس میں کسی قسم کا ناجائز کام نہیں ہونا چاہیے۔جو ناجائز کام کرتے ہیں، وہ بہت غلط کرتے ہیں، جہاں ناجائز کام ہو رہے ہونگے، ہم وہاں نہیں بیٹھیں گے اور اس طرح کے ناجائز کاموں سے اولیاء کرام کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ جیسا کہ **اعلیحضرت** رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے ایک سوال کا جواب کچھ اس طرح دیا: بزرگانِ دِین کے عرسوں میں جو ناجائِز کام ہوتے ہیں (مثلاً ڈھول بجانا، بے پردہ عورتوں اور مردوں کا ایک ساتھ ہونا، ناچنا وغیرہ) ان سے اولیاء کرام کو تکلیف ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اِن حضرات نے بھی لوگوں کی طرف تَوَجُّہ (attention) کم فرمادی ہے ورنہ پہلے جس طرح ان کے مزارات سے برکتیں حاصل ہوتی تھیں وہ اب حاصل نہیں ہوتیں!(ملفوظات اعلیحضرت ۳۸۳ مُلخصاً)

{}سب لوگ ایک جگہ اونچی آواز سے قرآن شریف پڑھیں یہ ناجائز ہے۔ عرس وفاتحہ میں بہت سے لوگ زور زور سے تلاوت کرتے ہیں یہ ناجائز ہے اگر چند آدمی پڑھنے والے ہوں تو سب لوگ آہستہ پڑھیں۔(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراہیۃ، ج۵، ص۱۳۷ملخصاً)

{}امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور اگر مجھے کوئی حاجت (یعنی ضرورت) ہوتی ہے تو اُن کے مزار پر آتا ہوں پھر دو(2) رکعت نماز پڑھتا ہوں اور انکی قبر کے پاس جا کر اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں تو میری ضرورت جلد پوری ہو جاتی ہے۔(ردالمحتار، مقدمۃ الکتاب، ۱/۱۳۵ملخصاً)

{}مزاروں پر پھول ڈالنا جائز ہے۔ ایک مرتبہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے درخت کی ایک تَر شاخ(fresh branch)لی اور اس کے دوحصّے(parts) کئے اور پھر ہر ایک قبر پر ایک حصّہ لگا دیا، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: جب تک یہ خشک(dry) نہ ہوں تب تک ان کے عذاب میں کمی رہے گی۔
(مشکوۃ المصابیح، کتاب الطھارۃ، ۱/۸۱، حدیث:۳۳۸)

{} اللہ پاک کے اولیاء کی قبروں پر چادریں ڈالنا جائز ہے کیونکہ اس کی وجہ سے عام لوگوں کی نظر میں مزار شریف کی اہمیّت(importance) پیدا ہوتی ہے۔(شامی جلد ۵ کتاب الکراہیت باب اللبس، جلد ۶، ص ۳۶۳ ماخوذاً)

---

157 ”ہاتھ کی طاقت ختم ہو گئی“

حضرت بہاء الدین زکریا سہر وردی ملتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (پیری مریدی کے) سلسلہ سہر وریہ کے بڑے بزرگ ہیں آپ اللہ پاک کے ولی، بڑے زمیندار(landowner) اور تاجر بھی تھے دنیا کے کئی ملکوں میں لوگ آپ کا مال لے کر جاتے تھے جس سے لاکھوں روپے آپ کے پاس آتے تھے، آپ بہت ہی سخاوت کرنے والے تھے، آپ تجارت اور کھیتی باڑی(cultivation) سے حاصل ہونے والا تمام مال غریبوں فقیروں، مسافروں وغیرہ پر خرچ کر دیتے تھے۔(فیضان بہاء الدین زکریا، ملخصا)

ایک مرتبہ حضرت بہاء الدین زکریا سہر وردی ملتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے کمرے میں عبادت کر رہے

تھے۔چند مُرید (disciples) بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک (suddenly) آپ اپنی جائے نماز سے اُٹھے اور رقم کی ایک تھیلی ہاتھ میں لے کر باہر نکل گئے۔مُرید بھی حیران (surprise) ہو کر آپ کے پیچھے چل پڑے، باہر آکر دیکھا کہ چند آدمی ایک غَریب شخص کو اپنا دیا ہوا قرض (loan) مانگتے ہوئے اسے تنگ کر رہے ہیں اور اس شخص کے پاس ایک روپیہ بھی نہیں تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قرض مانگنے والوں کو بلا کر فرمایا: یہ تھیلی لے لو اور جتنا اس شخص کا قرض (loan) ہے، اُتنا نکال لو۔ قرض مانگنے والے کے دل میں لالچ آگئی اور اس نے اپنے قرض سے کچھ روپے زیادہ لینے چاہے۔ فوراً اس کا ہاتھ خشک ہو گیا (یعنی ایک ہی جگہ رُک گیا، اب ہاتھ ہلانے کی طاقت نہیں رہی) چِلّا کر بولا: حضور معاف فرمائیے، میں زیادہ لینے سے توبہ کرتا ہوں۔ فوراً اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔ غریب شخص کا قرض ادا ہو گیا، وہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دعائیں دینے لگا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مریدوں کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف واپس تشریف لے آئے اور فرمایا: اللہ پاک نے مجھے اس شخص کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اس کا قرض (loan) ادا ہو گیا۔ (فیضان بہاء الدین زکریا، ص ۴۲)

اس حکایت (سچے واقعے) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ اللہ پاک کے ولیوں کے سامنے اپنا دل بھی سنبھال کر رکھنا چاہیے یعنی کسی بُرے کام کا ارادہ (intention) بھی نہیں کرنا چاہیے، یہ بھی معلوم ہوا کہ لالچ بُری بلا ہے اور اللہ پاک کے ولی غریبوں کی مدد کرتے ہیں، ہمیں بھی چاہیے کہ جب کسی کی پریشانی کا پتا چلے اور ہم اُس کی مدد کر سکتے ہوں تو اِس سے پہلے کہ وہ ہمیں مدد کا کہے، ہم اُس کی مدد کر دیں۔

تعارُف (Introduction):

حضرت بہاء الدین زکریا سہروردی قریشی ملتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ۲۷ رمضان المبارک 522 سن ہجری پنجاب میں پیدا ہوئے۔ (پیری مریدی کے) سلسلہ سہروردیہ کے بزرگ حضرت شہاب الدین سہروردی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آپ کو خلافت بھی دی (یعنی آپ کو اجازت دی کہ اب آپ دوسروں کو مرید کر سکتے ہیں)۔ آپ بہت زیادہ عبادت کرنے والے اور اللہ پاک کی مخلوق (creatures) کی خدمت (یعنی لوگوں کی مدد) کرنے والے تھے، آپ کا مزار

شریف مدینۃ الاولیاء (یعنی اولیاء کے شہر) ملتان میں ہے ہزاروں عاشقانِ رسول آپ کے مزار کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ (فیضان بہاء الدین زکریا، ملخصا)

اللہ پاک کے ولی کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: بہت سے پراگندہ بال (یعنی جن کے بال درست نہ ہوں)، غبار آلود چہرے (یعنی چہرے پر مٹی ہو) اور پھٹے پرانے کپڑوں والے لوگ جن کو حقیر (یعنی چھوٹا) سمجھا جاتا ہے، (لیکن یہ لوگ) ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ **اللہ** پاک پر قسم کھائیں تو **اللہ** پاک اس (قسم) کو ضرور پورا کرے۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، ۵/۴۶۰، حدیث: ۳۸۸۰)

---

158 "بریلی سے مدینہ"

مدینہ پاک میں رہنے والے حاجی محمد عارِف ضِیائی کہتے ہیں کہ ایک بار حُضور **قُطبِ مدینہ** مولانا ضِیاءُ الدِّین قادِری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا: میں ایک بار مدینے والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مزار شریف پر حاضر ہوا۔ سلام عَرْض کرنے کے بعد جب واپس جانے لگا تو اچانک (suddenly) میری نظر پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی جالیوں کی طرف چلی گئی تو مجھے جالیوں کے سامنے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نظر آئے۔ میں بہت حیران (surprise) ہوا کہ میرے پیر صاحب، امام اہلسنّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مدینہ پاک میں ہیں اور مجھے معلوم تک نہیں۔ اب میں دوبارہ جالی شریف کے پاس حاضر ہوا لیکن اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مجھے نظر نہیں آئے تو میں پھر واپس جانے لگا، جاتے جاتے میری نظر پھر جالی شریف کی طرف گئی تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وہیں حاضِر ہیں، لہٰذا میں پھر جالیوں کے پاس آ گیا لیکن اب بھی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ موجود نہ تھے۔ تیسری بار بھی اِسی طرح ہوا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ راز (secret) کا مُعاملہ ہے، مجھے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ (بریلی سے مدینہ ص ۳ تا ۵ مُلخصاً)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ اللہ پاک نے اپنے اولیاء کو بہت طاقت دی ہے۔ وہ جب چاہیں، جہاں جانا چاہیں،

جاسکتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ جہاں جس سے ملنے جانا چاہیں، اُس سے مل لیتے ہیں، کسی اور سے ملنے کی خواہش(desire)نہ ہو تو اسی جگہ کوئی دوسرا اُن سے نہیں مل سکتا۔

تَعَارُف(Introduction):

ولی کامل، مُجدِّدِ دوعالم دین، عاشقِ نبی، سلسلہ قادریہ کے بزرگ، کئی کتابیں لکھنے والے مُصَنِّف، ترجمہ قرآن کرنے والے مُفَسِّر، ہزاروں فتوے دینے والے مُفتی، حافظِ قرآن، کئی علوم میں ماہر(expert)، نیک و پرہیز گار مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت ہی بڑے عالم تھے، آپ نے دینی مسائل کے جو جوابات لکھے ہیں، جب انہیں جمع کیا گیا اور عربی وغیرہ کا ترجمہ کیا گیا تو وہ بائیس ہزار(22,000) سے بھی زیادہ صفحات بن گئے، دنیا کے مختلف ممالک(different countries) کے علماء نے آپ کو مُجَدِّد کہا یعنی آپ کو اتنا بڑا عالم کہا کہ سو(100) سال میں اتنا بڑا عالم پیدا ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اُن علماء میں سے ہیں کہ جن کی ساری زندگی مدینے والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان بیان کرتے ہوئے گزری اور آپ نے اُمّت(nation) کو شیطانی وسوسوں سے بچا کر عشق رسول کے راستے پر چلایا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کا روحانی درجہ (spiritual status) بھی بہت بڑا تھا، آپ کے پیر صاحب نے جیسے ہی آپ کو اپنی بیعت میں لیا(یعنی مرید کیا) اُسی وقت اس بات کی اجازت دے دی کہ آپ بھی لوگوں کو اپنا مرید بنا سکتے ہیں حالانکہ آپ کے پیر صاحب اس طرح اجازت دیتے ہی نہ تھے اور روتے ہوئے فرمانے لگے کہ اگر کل قیامت کے دن اللہ پاک نے فرمایا کہ تو میرے لیے کیا لایا ہے تو میں کہہ دونگا "**احمد رضا**"۔

اللہ پاک کے ولی کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اللہ پاک فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے عداوت(یعنی دشمنی) رکھے میں اسے اعلان جنگ دیتا ہوں۔ (بخاری،۴/۲۴۸،حدیث:۶۵۰۲)

---

159 ”اولیائے کِرام رَحمۃُ اللہ عَلَیْہِم کی نیاز اور ایصالِ ثواب“

ایصالِ ثواب:

{} اپنے کسی نیک عمل کا ثواب کسی دوسرے مسلمان کو پہنچانا ”ایصالِ ثواب“ کرنا کہلاتا ہے۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کہتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عرض کی کہ میری والدہ کا اچانک (suddenly) انتقال ہو گیا اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ کہتیں تو صدقے کا کہتیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اُنہیں ثواب ملے گا فرمایا: ”ہاں“۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، ۱/۴۶۸، حدیث:۱۳۸۸)

{} حضرت سعد بن عُبادہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے، اُن کے لیے کون سا صدقہ افضل (superior) ہے؟ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”پانی“ تو حضرت سعد رَضِیَ اللہ عَنْہ نے ایک کنواں (well) کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں ”سعد کی ماں“ کے لیے ہے۔ (ابوداود، کتاب الزکاۃ، ۲/۱۸۰، حدیث:۱۶۸۱) یعنی اس کا ثواب ان کو ملے۔

{} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مُردے کا حال قبر میں ڈوبتے ہوئے انسان (drowning man) کی طرح ہے کہ وہ شدّت سے (یعنی بہت زیادہ) انتظار کرتا ہے کہ باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی دعا اس کو پہنچے۔
(شُعَبُ الاِیْمَان ج۶ ص۲۰۳ حدیث ۷۹۰۵)

{} فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جو قبرستان میں گیارہ (11) مرتبہ سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص پڑھ کر مُردوں کو اس کا ایصالِ ثواب کرے تو مُردوں کی تعداد کے برابر ایصالِ ثواب کرنے والے کو اس کا ثواب ملے گا۔
(جَمْعُ الْجَوَامِع لِلسُّیُوطی ج۷ ص۲۸۵ حدیث ۲۳۱۵۲)

اولیاءِ کرام (رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہِم) کی نیاز:

{} کوئی بھی نیک کام کرکے ولیوں کو اُس کا ثواب پہنچانا، اِسی طرح اُن کو ثواب پہنچانے کے لئے کھانا کھلانا، جانور ذَبح کرکے دیگیں بنوانا بہت نیکی اور بَرَکت والا کام ہے۔ یہ ایصالِ ثواب ہی ہے مگر اولیاء کرام کے ادب کی وجہ سے اِسے ”نذر و نیاز“ بھی کہا جاتا ہے کہ جانور کی قربانی اللہ پاک کا نام لے کر ہوتی ہے اور اُس کھانے کا ثواب

بزرگوں کو پہنچادیا جاتا ہے۔ خاص طور پر ولیوں کے سردار، غوثِ پاک سیّد عبدُ القادر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی گیارہویں شریف کی نیاز اور فاتحہ کرنا تو بہت برکت والا کام ہے۔ **یادرہے کہ** ثواب پہنچانے سے ہماری نیکیاں ختم نہیں ہوتیں بلکہ اور بڑھ جاتی ہیں۔ (بہار شریعت، ج۱، ۲۶۴ تا ۲۷۷ ماخوذاً)

{} ہاں! اس بات کا خیال رہے کہ کوئی کام شریعت کے خلاف نہ ہو مثلاً دیگ بنانے یا کسی بھی طرح کا کھانا بنا کر ایصالِ ثواب کے لیے پوری رات اس طرح جاگی جائے کہ عورتیں وغیرہ جمع ہوں، خوب بے پردگی ہو یا گانے باجوں کا سلسلہ (program) ہو (یا صبح فجر کی نماز قضا کر دی جائے یا مرد بغیر شریعت کی اجازت کے جماعت سے نماز چھوڑ دیں کہ) یہ ناجائز و گناہ اور جہنّم میں لے جانے والے کام ہے۔ (بہار شریعت، ج۱، ح۹، ص ۱۷-۳۱ ماخوذاً) یعنی ایصال ثواب اچھا کام ہے، ضرور ہونا چاہیے مگر اس کے ساتھ کوئی ناجائز کام نہ ہونا ضروری ہے۔

{} کسی بزرگ کے نام کا جانور ذبح کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں جبکہ ذبح کرتے (یعنی جانور پر چھری چلاتے) وقت اللہ پاک کا نام لیکر ذبح کرے کیونکہ اگر ذبح کے وقت اللہ پاک کے علاوہ کسی دوسرے کا نام لیا تو وہ جانور حرام ہو جائے گا لیکن کوئی مسلمان اس طرح نہیں کرتا، ہمارے یہاں لوگ عموماً جانور خریدتے یا پالتے وقت کہہ دیتے ہیں کہ یہ گیارہویں شریف کا بکرا ہے یا فلاں بزرگ کا بکرا ہے یا گائے ہے لیکن ذبح کرتے وقت جانور پر اللہ پاک کا نام ہی لیا جاتا ہے لھذا اس جانور کا گوشت کھانا، جائز ہے جیسے قربانی کے دنوں میں کہا جاتا ہے کہ یہ قربانی کا بکرا ہے، میرے دادجان کا بکرا ہے اور قربانی کرتے ہوئے، اللہ پاک کا نام لے کر ذبح کر دیا جاتا ہے۔

{} محرّمُ الحرام میں پانی یا شربت کی سبیل لگانا (یعنی لوگوں کو پانی پلانا) جبکہ نیّت اچھی ہو اور کوئی شرعی خرابی (مثلاً چلنے والوں کا راستہ روکنا یا گانے لگانا یا زبردستی چندہ لینا یا لوگوں کو تکلیف ہو رہی ہے اتنی آواز سے کوئی کلام لگانا) نہ ہو تو یہ بہت اچھا کام ہے۔ فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا، تو تیرے گناہ اس طرح جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی (strong wind) میں پیڑ کے پتّے (leaves of the tree) جھڑ (fall off ہو) جاتے ہیں۔ (تاریخ بغداد، ۶/ ۴۰۰، رقم: ۳۴۶۴)

{} گیارھویں شریف کی نیاز دلانا، جائز ہے۔ یہ سب حضور غوثِ پاک سیّد عبدُ القادر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

{} رجبُ المرجّب میں کونڈوں کی نیاز دلوانے کا رواج ہے، یہ جائز ہے۔ یہ پندرہ(15) رجبُ المرجّب میں حضرت امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ایصالِ ثواب کے لیے نیاز کی جاتی ہے جس میں چاول، کھیر یا پوریاں وغیرہ پکا کر کونڈے(مٹّی کے برتن میں) بھرتے ہیں، پھر قرآنِ پاک وغیرہ پڑھ کر اس تلاوت کا اور کھانا کھلانے کا ثواب بزرگوں کو پیش کیا جاتا ہے، اِسے کونڈے کا ختم یا نیاز کہتے ہیں۔ یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے اور جب ایصالِ ثواب کرنا، جائز ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ مگر یہ باتیں منع ہیں:

O کونڈوں کی نیاز میں جو کہانیاں عام طور پر سنائی جاتی ہے (جیسے دس بیبیوں کی کہانی، فاطمہ بی بی کی کہانی) وہ غلط ہیں، لہٰذا اُس کو سننے سنانے کی اجازت نہیں O بعض جگہ یہ کہتے ہیں کہ یہیں کھاؤ کہیں اور نہ لے جاؤ، یہ بات بھی غلط ہے۔ ان باتوں سے دور رہیں O بعض یہ کہتے ہیں کہ مٹّی کے برتن وغیرہ میں کونڈے کی نیاز ضروری ہے، یہ بات بھی غلط ہے۔ (بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت ص ۱۰۰ تا ۱۰۷ ماخوذاً)

O اسی طرح آج کل مختلف دنوں (different days) میں دیگ گھمانے کا بھی سلسلہ ہے یہ بھی غلط انداز ہے۔

---

160 "زبان اور کانوں کی حفاظت"

حضرت احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بازار (market) سے اپنے گھر کی طرف جارہے تھے، ہم بھی ان کے ساتھ جانے لگے۔ اتنے میں راستے میں موجود ایک شخص کسی عالم کی برائی کرنے لگا، امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہماری طرف مڑے (turn to us) اور فرمایا: اپنے کانوں کو غیبت (یعنی برائی) سننے سے بچاؤ جیسے اپنی زبانوں کو بچاتے ہو کیونکہ سننے والا کہنے والے کا شریک (partner) ہوتا ہے۔ مزید فرمایا کہ اگر بے وقوف کی بات کو قبول (accept) نہ کیا جائے تو یقیناً قبول نہ کرنے والا خوش نصیب (lucky) ہوتا ہے اور وہ بری بات کرنے والا بدنصیب (unlucky) ہوتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، ۹/۱۳۰، رقم: ۱۳۳۶۴)

اس سچے واقعے سے پہلی بات یہ سیکھنے کو ملی کہ عالمِ دین کو برا نہیں کہنا چاہیے اور اگر کوئی کسی عالم کی یا کسی بھی مسلمان کی برائی کر رہا ہو تو اسے روکنا چاہیے روک نہ سکیں تو اپنے کانوں کو وہ برائی سننے سے بچانا چاہیے، **یہ بھی معلوم ہوا کہ** علماء کے پاس حاضر ہونا چاہیے کہ علماء برائیوں سے بچاتے اور اللہ و رسول (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کے حکم پر عمل کرواتے ہیں۔

تعارُف (Introduction):

امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا نام "محمد" اور والد کا نام "ادریس" تھا، آپ کے دادا کے کا نام "شافع" تھا جن کی وجہ سے آپ کو "شافعی" کہا جاتا ہے، آپ "قریش" خاندان سے ہیں۔ بچپن (childhood) ہی سے علم حاصل کرنے میں مصروف (busy) ہو گئے تھے، بہت زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والے تھے، 50 ہزار درھم (یعنی چاندی کے سکّے) بھی ایک ہی دن میں صدقہ کر دیا کرتے تھے، آپ کی پیدائش (birth) 150 سنِ ہجری میں اور آپ کا انتقال 204 سنِ ہجری کو رجب (کے مہینے) کی آخری تاریخوں میں ہوا۔ (حلیۃ الاولیاء، ۹/۷۷، رقم:۱۳۱۷۰) دنیا بھر میں لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان، آپ کے بیان کیے ہوئے شرعی مسائل پر عمل کرتے اور اپنے آپ کو "شافعی" کہتے ہیں۔

علم اور علماء کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اس حال میں صبح کرو کہ تُم (۱) عالِم ہو یا (۲) علم سیکھنے والے ہو یا (۳) عالم کی باتیں سننے والے یا (۴) عالم سے محبت کرنے والے ہو اور پانچواں (5^{th}) نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

(معجم صغیر، جزء۲، ص۹، حدیث:۷۸۶)

---

161 "اسلام کے لیے"

علماءِ دین اور بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم، اسلام کے لیے حق اور سچی بات پر ہی رہتے اور کسی سے نہ ڈرتے

تھے۔ امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو آپ کے زمانے کے خلیفہ (حاکم۔caliph) نے قرآنِ پاک کے بارے میں ایک غلط فتوی دینے (یعنی غلط دینی مسئلہ بتانے) کو کہا: امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے منع کر دیا۔ خلیفہ اس بات پر بہت غصّہ ہوا اور اس نے آپ کو بہت سی دھمکیاں (threats) دی بلکہ آپ کو جان سے مارنے کا حکم دے دیا لیکن آپ نے غلط فتوی نہیں دیا۔ امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو قید (imprisoned) کر لیا گیا پھر آپ کی کمر پر کوڑے (whip) مارے گئے جس سے آپ کی کمر خون سے بھر گئی۔ آپ کو جب کوڑا مارا جاتا تو فرماتے، میں نے خلیفہ کو مُعاف کیا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بے ہوش ہوگئے۔ امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو اٹھائیس (28) مہینے (یعنی دو (2) سال سے بھی زیادہ وقت) قید میں رکھا گیا اور آپ کو ہر رات کوڑے مارے گئے۔ (معدنِ اَخلاق حصہ ۳ ص ۳۷ تا ۳۹، دار الکتب حنفیہ باب المدینہ کراچی، الطبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۷۹، مُلَخَّصاً)

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ علماء کرام نے اسلام کی اصل تعلیم کو بچانے کے لیے بہت تکالیف اور پریشانیاں اٹھائیں، ان کی قربانیوں کی وجہ سے آج ہم تک اسلام کی صحیح معلومات پہنچی ہیں۔ اگر وہ لوگ ظلم کرنے والوں سے ڈر جاتے اور ان کی غلط باتیں مانتے تو آج اسلام باقی نہ رہتا۔ اللہ پاک ہمیں علماء کرام کی محبّت عطاء فرمائے۔

تَعَارُف (Introduction):

امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ 164 سنِ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضرت ادریس حدّاد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل کو ہمیشہ نماز پڑھتے، تلاوتِ قرآن کرتے یا کوئی کتاب پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ امام احمد حدیثِ پاک کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ آپ نے دس لاکھ (one million) احادیث لکھیں۔ انتقال کے وقت آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عمر مبارک ستتر (77) سال تھی۔ آپ کے نمازِ جنازہ میں تقریباً آٹھ لاکھ لوگوں نے شرکت کی۔ (حکایتیں اور نصیحتیں، ملخصا) دنیا بھر میں لاکھوں مسلمان، آپ کے بیان کیے ہوئے شرعی مسائل پر عمل کرتے اور اپنے آپ کو "حنبلی" کہتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات کے 230 سال کے بعد آپ کی قبر کے قریب جب کسی کیلئے قبر کھودی گئی تو غلطی سے آپ کی قبر کھل گئی۔ لوگوں نے دیکھا کہ 230 سال گزر جانے کے باوجود آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا جسم اور کفن بالکل صحیح تھا۔ (مرقاۃ المفاتیح، ترجمۃ الامام احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۶۷، دار الفکر بیروت)

علم اور علماء کی شان:

ایک مرتبہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز، ہزار بیماروں کی عیادت (بیمار کی خیریت پوچھنے) اور ہزار جنازوں پر حاضر ہونے سے بہتر ہے۔ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور قرآن کی تلاوت سے (بھی افضل (superior) ہے)؟ فرمایا: آیا (یعنی کیا) قرآن بغیر علم کے فائدہ دے گا؟ (قوت القلوب، ۱/۲۵۷)

---

162 "رحمت ہی رحمت"

{} اللہ پاک قرآنِ پاک میں فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو۔ (پ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۱۰۳) (ترجمہ کنز العرفان) علماء فرماتے ہیں: حکم یہ ہے کہ جس طریقے پر مسلمان چلتے آرہے ہیں، جو صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم سے جاری ہے اور سنّت سے جس کا پتا چلے، اس سے نہ ہٹو۔ (صراط الجنان، ج ۲، ص ۲۰، ملخصاً)

{} حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میری امت گمراہی (یعنی غلط عقیدوں۔beliefs) پر کبھی جمع نہ ہو گی، جب تم اختلاف (different باتیں) دیکھو تو بڑی جماعت کو لازم پکڑ لو (یعنی اُن کے ساتھ ہو جاؤ کہ جو زیادہ ہیں)۔ (ابن ماجہ، باب السواد الاعظم، ۴/۳۲۷، الحدیث: ۳۹۵۰)

{} قرآنِ پاک کی آیت میں جو تفرقہ (پھوٹ ڈالنے) سے منع کیا گیا، اس سے مراد اسلامی عقیدوں (Islamic beliefs) میں مسلمانوں سے الگ ہونا ہے۔ جب کہ شرعی مسائل میں علماء کرام کا مختلف (different) مسئلے بیان کرنا، یہ اِس اُمّت (nation) کے لیے رحمت ہے (تفسیر صاوی، جلد ۱، ص ۳۰۱، سورۃ

ال عمران، آیت ۱۰۵ ماخوذاً)

{} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: میری اُمّت (کے علما) کا اختلاف رحمت ہے۔ (جامع صغیر للسیوطی، ص۲۴، حدیث:۲۸۸) علماء کچھ اس طرح فرماتے ہیں: اس حدیث سے اصول اور عقیدوں (beliefs) کا اختلاف مراد نہیں (کہ وہ تو تفرقہ اور پھوٹ ڈالنا ہے اور) اس اختلاف سے (قرآنِ پاک میں) منع کیا گیا ہے بلکہ اس اختلاف سے مراد شرعی مسائل میں علماء کی رائے (یعنی بتائے ہوئے مسئلے) کا الگ ہونا ہے۔ اسے رحمت اس لیے کہا گیا کہ اس سے لوگوں کے لیے آسانی ہے کہ وہ ایک عالم کے بتائے ہوئے مسائل پر چلتے رہیں لہٰذا مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) کا اختلاف بہت بڑی نعمت ہے۔ (فیض القدیر، ۱/ ۲۷۰، ۲۷۱، تحت الحدیث:۲۸۸ ماخوذاً)

{} اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: چاروں مذاہب (کہ جنہوں نے شرعی مسائل ایک دوسرے سے الگ الگ بیان کیے) حق ہیں اور ایک اہلسنت ہی سے سب کا تعلق ہے اور اُن میں پاکی اور نماز کے مسائل میں اختلاف (شرعی مسائل کا different ہونا)، اُمّت کے لیے رحمت ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد۷، ص۲۲۶ ماخوذاً)

{} **یہ بھی یاد رہے کہ** صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ کے آپس میں جو ایسے واقعات ہوئے کہ جن میں اُن کی رائے (opinion) آپس میں مختلف (different) ہوئی، ان میں باتیں کرنا، صحیح غلط کہنا حرام، حرام اور سخت حرام ہے۔ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات، پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے وفادار (loyal) سچے غلام اور ہمارے سردار ہیں۔ (بہارِ شریعت ج۱، ح۱، ص۲۵۴، مسئلہ ۵ مُلخصاً) صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ اس اُمّت (nation) کے لیے چمکتے ستارے (shining stars) ہیں (مشکوۃ المصابیح، کتاب المناقب، ۲/ ۴۱۶، حدیث:۶۰۱۸) اہلِ بیت رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ اس اُمّت کے لیے کشتی (boat) ہیں (مسند البزار، مسند عبد اللہ بن عباس، ۱۱/ ۳۲۹، حدیث:۵۱۴۲) اور علماء کرام، انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے علم کے وارث (یعنی نبی کے علم سے حصّہ لینے والے) ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، ج۱، ص۱۴۵، رقم الحدیث:۲۲۳)

امام کے ساتھ:

{} اللہ پاک قرآنِ پاک میں فرماتا ہے: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔(پارہ۱۵،سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۱)(ترجمہ کنزالعرفان) علماء فرماتے ہیں: اس کا ایک معنٰی یہ ہے کہ شریعت کے مسائل میں کسی عالم صاحب کی تقلید (یعنی پیروی) کرکے انہیں اپنا امام بنانا چاہیے تاکہ قیامت میں اچھوں کے ساتھ ہوں۔(تفسیر نور العرفان ص۴۶۷ ملخصاً)

{} اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ہر انسان کو اس کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا۔ یوں کہا جائے گا کہ: اے حنفیو! اے شافعیو! اے مالکیو! اے حنبلیو! چلو تو جس نے امام ہی نہ پکڑا اس کو کس کے ساتھ بلایا جائے گا؟ (جاء الحق، ج۱، ص۲۷ مطبوعہ لاہور ملخصاً)

{} "امامِ اعظم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه" کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنے والوں کو "حنفی"، "امام شافعی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه" کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنے والوں کو "شافعی"، "امام مالک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه" کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنے والوں کو "مالکی" اور "امام احمد بن حنبل رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه" کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنے والوں کو "حنبلی" کہتے ہیں۔

چار بھائی:

{} آج کے دور میں چار(4) بڑے علماء کی پیروی اور تقلید کی جاتی ہے: (1) امامِ اعظم (2) امام شافعی (3) امام مالک (4) امام احمد بن حنبل رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِم۔ دنیا میں کروڑوں مسلمان، انکی پیروی کرتے ہیں۔ پاک و ہند وغیرہ میں امامِ اعظم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی تقلید اور پیروی (follow) کرنے والے زیادہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کچھ اس طرح فرماتے ہیں: جو ان میں سے جس کی پیروی (follow) کرے اور زندگی بھر پیروی کرتا رہے، کبھی کسی مسئلے میں ان کے خلاف (against) نہ چلے تو وہ ضرور صراطِ مستقیم اور (اسلام کے) سیدھے راستے پر ہے۔(فتاوٰی رضویہ، ۲۷/۶۴۴)

{} اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کچھ اس طرح فرماتے ہیں کہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰه! ہم چاروں (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) حقیقی بھائی ہیں (یعنی ہم سب کے اسلامی نظریات اور عقیدے (beliefs) ایک ہی ہیں، ہم سب صرف اللہ پاک ہی

کی عبادت کرنے والے، پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو آخری نبی ماننے والے، اُن کی شان میں نعتیں پڑھنے والے، اُن کا میلاد منانے والے، اُن کے صحابہ و اہلِ بیت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ سے محبّت رکھنے والے ہیں)، ہم ایک ماں باپ کی اولاد ہیں۔ گویا کہ ہمارا اسلام ہمارے لیے والد کی حیثیت (status) رکھتا ہے اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی پیاری پیاری سنّتیں ہمارے لیے والدہ کی حیثیت (status) رکھتی ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۶، ص ۴۱۵ ماخوذاً)

{} مطلق تقلید (یعنی قرآن و حدیث کی پیروی (follow کرنا)) فرض ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۱۱، ص ۴۰۴، ج ۲۹، ص ۳۹۲) اور تقلیدِ شخصی (یعنی کسی ایسے عالم کہ جس کی پیروی کی جاسکتی ہو، ان کی پیروی (follow) کرنا) واجب ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۶، ص ۷۰۳-۷۰۴)

{} اب انہی چاروں (۱) امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ، (۲) امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ، (۳) امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ، اور (۴) امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ میں سے کسی ایک کی پیروی کرنا لازم ہے۔

(بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت ص ۱۲۶، مُلخصاً)

ان کی آپس میں محبّت:

{} امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا فرمان مشہور ہے: جو علمِ فقہ (یعنی دینی مسائل کے علم) میں کمال (یعنی ماہر (expert) ہونا) چاہتا ہے وہ ابو حنیفہ کا محتاج ہے (یعنی ان کی کتابیں پڑھے بغیر وہ ماہر (expert) نہیں ہو سکتا)۔ (ردالمحتار، مقدمہ، ج ۱، ص ۱۵۱)

{} امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب مجھے کوئی ضرورت پڑتی ہے (کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو) میں دو (2) رکعت نماز نَفْل پڑھتا ہوں اور امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی قبر (یعنی مزار) کے پاس آکر اس (مسئلے) کے حل کیلئے اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں تو میرا کام ہو جاتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۵)

---

163 ”آنکھوں کی روشنی دوبارہ آگئی“

بچپن میں حضرت امام بخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی بینائی (یعنی آنکھوں کی روشنی) چلی گئی، آپ کی والدہ کو بہت

افسوس ہوا تو انھوں نے رو رو کر دعائیں کیں۔ ایک رات جب امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی والدہ سوئیں تو انہوں نے خواب میں حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھا، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے بیٹے کی آنکھوں کی روشنی واپس آنے کی خوشخبری (good news) سنائی۔ جب امّی جان صبح اٹھیں تو امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بینائی (یعنی آنکھوں کی روشنی) واپس آگئی تھی۔ (فتح الباری، ج، ص ۴۵۲)

اس حکایت (سچے واقعے) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ پریشانی میں "سب" کے سامنے مت روییے، "ربّ" سے دعا کیجئے، اُس کے سامنے روییے، اللہ پاک کی رحمت پر اُمید (hope) رکھیے، وہ چاہے گا تو آپ کی مشکل ختم ہو جائے گی، اللہ پاک سے دعا کرنے کی عادت بنالیجئے۔

تعارُف (Introduction):

امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جمعہ کے دن 13 شَوّالُ الْمُکَرَّم، 194 سنِ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام "محمد" ہے۔ (المنتظم، ۱۲/ ۱۱۳) امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تمام زندگی پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیثیں پڑھنے پڑھانے اور جمع کرنے میں گزری۔ آپ نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے "بخاری شریف" سب سے زیادہ مشہور ہوئی اور قرآنِ پاک کے بعد اس کتاب کو مسلمانوں میں اہمیّت (importance) حاصل ہے۔ (طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ۲/ ۲۳۴، مرقاۃ المفاتیح، ۱/ ۵۴) شَوّال کی پہلی تاریخ، 256 سنِ ہجری کو 62 سال کی عمر میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا انتقال ہوا۔ سَمَرْقَنْد (ازبکستان) کے قریب "خرتنگ (khartank)" میں آپ کا مزار ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ۱۰/ ۳۲۰، ۳۱۹)

علم اور علماء کی شان:

اللہ پاک اور اُس کے فرشتے اور سب زمین والے اور سب آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی یہ سب درود بھیجتے (یعنی دعا کرتے) ہیں علم سکھانے والے پر جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے۔ (ترمذی، کتاب العلم، ۴/ ۳۱۳، حدیث: ۲۶۹۴)

بزرگانِ دین علمِ دین سے بہت محبّت فرماتے تھے جب وہ دین کا علم حاصل کرتے تو انہیں کسی چیز کا خیال نہیں رہتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے امام مسلم رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا، تو آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ گھر آکر وہ حدیث کتابوں میں دیکھنے لگے۔ آپ کے قریب ہی کھجوروں کا ٹوکرا(basket) بھی رکھا ہوا تھا۔ آپ وہ حدیث ڈھونڈتے رہے اور ایک ایک کھجور اٹھا کر کھاتے رہے۔ آپ اس طرح حدیث دیکھتے رہے کہ آپ کو کسی چیز کا کوئی خیال ہی نہ رہا، جب آپ کو وہ حدیث ملی جسے آپ ڈھونڈ رہے تھے تو کھجور کا پورا ٹوکرا (basket)خالی ہو گیا تھا۔ اتنی زیادہ کھجوریں کھالینے کی وجہ سے آپ بیمار ہو گئے اور اِسی بیماری میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ (تھذیب التھذیب، ج۸، ص۱۵۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ ہمارے بزرگانِ علم رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِمۡ دین سے بہت محبّت کرتے تھے اور علمِ دین حاصل کرنے کے لیے بہت کوششیں بھی کرتے تھے، یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کی دینی مدد کے لیے ہمارے بزرگانِ دین بہت کوششیں کرتے تھے۔

تعارُف(Introduction):

امام مسلم رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ 202 سنِ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علمِ دین حاصل کرنے لیے کئی ملکوں کا سفر کیا۔ آپ کو حدیث کے علم سے بہت محبّت تھی۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں، اُن میں حدیث کی مشہور کتاب ”صحیح مسلم شریف“ بھی ہے۔ حدیث شریف کی کتابوں میں ”بخاری شریف“ کے بعد، مسلمانوں میں ”مسلم شریف“ کو بہت زیادہ اہمیّت(importance) حاصل ہے۔ 261 سن ہجری میں تقریباً 59 سال کی عمر آپ کا انتقال ہوا۔ (بستان المحدثین، اکمال وغیرہ، منتخب احادیث، ص۲۳۳)

علم اور علماء کی شان:

حضرت ابراہیم عَلَیۡہِ السَّلَام سے اللہ پاک نے فرمایا: اے ابراہیم (عَلَیۡہِ السَّلَام)! میں عَلِیم (علم والا) ہوں، ہر (دین کا) علم (رکھنے والے) کو دوست رکھتا ہوں۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ص۷۰، حدیث:۲۱۳)

----

165 ”حنفیّوں کے لیے“

امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی شان:

{1} ”امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ“ کا نام ”نُعمان“ کُنیت (kunyah) ” ابو حنیفہ “ ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ 70ھ میں عراق کے مشہور شہر ”کُوفے“ میں پیدا ہوئے اور 80 سال کی عمر میں 2 شَعبانُ المُعظَّم 150ھ میں وفات پائی۔ (نُزہَۃُ القارِی ج ۱ ص ۱۶۹، ۲۱۹) امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ چاروں اماموں میں بُلند مرتبے (rank) والے ہیں، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان چاروں میں صِرف آپ **تابِعی** ہیں۔ (اشکوں کی برسات، ص ۲، ۳، مُلخصاً) **”تابِعی“** اُن بزرگ کو کہتے ہیں: جنہوں نے ایمان (believe) کی حالت (condition) میں کسی صَحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے ملاقات کی ہو اور ایمان پر ہی اُن کا خاتمہ ہوا ہو۔ (اَلْخَیْرَاتُ الْحِسان ص ۳۳ مُلخصاً)

{2} امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جب علمِ دین حاصل کر لیا تو سب سے اکیلے (alone) رہ کر عبادت وغیرہ میں مصروف (busy) ہونے کی نیّت فرمائی۔ رات کو پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خواب میں دیکھا کہ فرمارہے تھے: اے ابو حنیفہ! اللہ پاک نے آپ کو میری سنّت زندہ کرنے کیلئے پیدا فرمایا ہے، آپ گوشہ نشینی (سب سے الگ ہو کر عبادتوں میں مصروف رہنے) کا ہر گز ارادہ (intention) نہ کریں۔
(تذکرۃ الاولیاء ص ۱۸۶)

{3} حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی فضیلت پہلے ہی سے، بہت پیارے انداز میں بتادی تھی۔ (جاء الحق، ح ۲، ص ۵۳۸، مطبوعہ لاہور مُلخصاً) فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس (یعنی بہت دور) ہوتا تو فارس کی اولاد میں سے بعض لوگ وہاں سے لے آتے۔ (بخاری، ۳/ ۳۵۲، حدیث: ۴۸۹۷)

علامہ ابن حجر مکی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فضائل میں ایک کتاب لکھی، اُس میں یہ حدیث بھی ہے کہ: سن ڈیڑھ سو میں دنیا کی زینت اٹھالی جائے گی۔“ (الخیرات الحسان، المقدمۃ الثالثۃ، ص ۲۵) سن ڈیڑھ سو سنِ ہجری میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات ہوئی۔ (الخیرات الحسان، المقدمۃ الثالثۃ، ص ۲۵)

{4} آخری وقتوں میں امام مہدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آئیں گے اور وہ بہت بڑے عالم ہونگے یعنی ان چاروں (یعنی (1) امامِ اعظم (2) امام شافعی (3) امام مالک (4) امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ) کی طرح مُجتہِد ہونگے۔ مُجتہِد ایسے عالم ہوتے ہیں کہ جو علماء قرآن وحدیث کو سمجھ کر اُس میں سے دین کے مسائل نکال کر بتاتے ہیں۔ علماء کرام ان مسائل کو سمجھ کر عام لوگوں کو سمجھاتے ہیں پھر عام لوگ دین کے مسائل پر عمل کرتے ہیں۔ امام مہدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مُجتہِد ہونے کے باوجود نماز امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے طریقے پر پڑھیں گے۔ کیونکہ وہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بتانے سے جس دین کے مسئلے تک پہنچیں گے، وہ مسئلہ وہی ہوگا کہ جو پہلے امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پہلے بتا چکے ہیں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص۲۵۸ ماخوذاً)

حنفیوں کے لیے:

{1} ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے لوگوں سے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرح نماز نہ پڑھوں پس آپ نے نماز پڑھی۔ اس میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ پوری نماز میں کہیں بھی ہاتھ نہ اٹھائے۔ (ترمذی، ۱/ ۲۹۳، ۲۹۲، حدیث:۲۵۷ مُلخصاً)

{2} حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب نماز شروع فرماتے تھے تو اپنے ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر نماز ختم کرنے تک ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ (ابوداود، ۱/ ۲۹۲، حدیث:۷۴۹)

{3} بخاری اور مسلم شریف میں ہے: حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں تک اُٹھاتے۔ اور کچھ نے یہ کہا کہ: کانوں کی لو (earwax) تک اُٹھاتے۔" (مسلم، ص۱۶۵، حدیث:۸۶۶، ۸۶۵)

{4} مسلم شریف میں ہے کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صحابی حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے پوچھا گیا کہ کیا امام کے ساتھ قراءت (یعنی قرآنِ پاک کی تلاوت) کی جائے گی تو فرمایا: نہیں۔ (مسلم، ص۲۳۰، حدیث:۱۲۹۸)

{5} حضرت وائل بن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ آپ نے (ناف کے نیچے) سیدھا ہاتھ، دوسرے ہاتھ پر رکھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ۱/ ۴۲۷، حدیث:۶، مُلخصاً)

{6} حضرت وائل ابن حجر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سنا کہ آپ نے پڑھا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ تو فرمایا: آمین اور آواز مبارک آہستہ رکھی۔ (ترمذی، ۱/۲۸۵، حدیث:۲۴۸)

{7} ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں: جو کوئی نماز پڑھے اور اس میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ ہاں! اگر امام کے پیچھے ہے (اور سورت فاتحہ نہ پڑھی) تو نماز ہو جائے گی۔

(ترمذی، ۱/۳۳۸، حدیث:۳۱۳)

{8} پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا (بنایا) گیا ہے تا کہ اس کی پیروی کی جائے (follow کیا جائے)، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔ (نسائی، ص ۱۶۱، حدیث:۹۱۹)

{9} ابن ابی شیبہ اور طبرانی کہتے ہیں: بیشک نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رمضان شریف میں بیس (20) رکعتیں پڑھتے تھے (یہ ۲۰ رکعتیں) وتر کے علاوہ (ہوتی تھیں)۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ۲/۲۸۶، حدیث:۱۳)

{10} حضرت عبد اللہ بن زید انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ: حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مؤذن اذان اور تکبیر کے کلمات دو (2) دو (2) بار کہتے تھے۔ (ترمذی، ۱/۲۳۸، حدیث:۱۹۴)

{11} حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے حدیث بیان کی، جس میں یہ بھی ہے کہ: نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس کسی کو قے (vomit) یا نکسیر ٹوٹے (یعنی ناک سے خون نکلے) تو نماز سے الگ ہو جائے اور وضو کرے۔ (ابن ماجہ، ۲/۶۹، حدیث:۱۲۲۱ ملتقطاً)

{12} حضرت رافع بن خدیج رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: نماز فجر خوب اُجالا کر کے (یعنی جب روشنی ہو جائے مگر سورج نہ نکلا ہو تو) پڑھو کہ اس کا ثواب زیادہ ہے۔ (ترمذی، ۱/۲۰۴، حدیث:۱۵۴)

یاد رہے! فجر میں اتنی دیر کرنا مکروہ ہے کہ سورج نکلنے کا شک ہونے لگے (بہارِ شریعت ح۳، ص۴۵۱، مسئلہ ۵، ملخصاً)

{13} حضرت نافع رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عبدُ اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کو فجر کی نماز کے لیے جگایا حالانکہ فجر کی تکبیر ہو رہی تھی تو آپ نے پہلے فجر کی سنتیں پڑھیں۔ (شرح معانی الآثار، ۱/۴۸۶، حدیث:۲۱۶۲)

---

166 ”چار پرچے“

اعلیحضرت رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے پیر و مرشد، سلسلہ قادریہ کے بزرگ، حضرت سیّد شاہ آلِ رسول رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد چار(4) مریدین آپ کے آستانے پر(یعنی جہاں آپ ہوا کرتے تھے وہاں) حاضر ہوئے، سجادہ نشین(یعنی آپ کے بعد وہاں پر جو پیر صاحب بنے، حضرت) میر صاحب رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ سے عرض کی کہ پیر صاحب سیّد شاہ آلِ رسول رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا کچھ تبرک(holy relic) ہمیں دیں ، حضرت نے فرمایا: جو کچھ تھا وہ تقسیم(distribute) کر دیا اب تو کچھ بھی نہیں بچا یہ صندوقچہ(چھوٹا سا بکس) ہے اس میں دیکھ لیں کچھ ملتا ہے تو آپ کی قسمت۔ اُن میں سے ایک مرید نے کھول کر تلاش کیا تو اس میں سے چار(4) پرچے نکلے، جب میر صاحب رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کو دکھائے تو انہوں نے قسم کھا کر فرمایا: میں نے بار بار اسے کھولا مگر اسے خالی پایا یہ آپ حضرات کو مرشد کا خاص تحفہ(special gift) ہے، مبارک ہو۔ اس مرید نے اپنے تینوں دوستوں کو ایک ایک پرچہ دے دیا، جب ہر ایک نے کھولا تو اس پرچے کے اندر ہر ایک کے لیے مختصر(short) دعائیں لکھی ہوئی تھیں۔(تذکرہ نوری، ص ۱۱۰ ملخصًا)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ بزرگوں کی کوئی چیز خصوصا(specially) کوئی ذاتی تحریر مل جائے تو برکت کے لیے اپنے پاس رکھ لینی چاہیے اور یہ بھی سیکھنے کو ملا کہ **اللہ** والے اس دنیا سے جانے کے بعد بھی اپنے مُریدوں کا خیال رکھتے ہیں جبھی تو ہر شخص کے ہاتھ میں جو پرچہ آیا اس پر اس کے لیے دعا لکھی ہوئی تھی، لہذا ہمیں بھی اللہ والوں کا بہت ادب(respect) کرنا چاہیے۔

تَعَارُف(Introduction):

حضرت سیّد شاہ آلِ رسول رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ بہت بڑے عالم، ولی کامل، اعلیحضرت کے پیر و مُرشد، سیّد صاحب اور سلسلہ قادریہ کے بزرگ تھے، آپ کی ولادت(birth) رجب کے مہینے میں 1209 سن ہجری ہند میں ہوئی، آپ کے والد حضرت شاہ آلِ برکات رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ ہیں، آپ نے ابتدائی تعلیم(early education) اپنے والد

صاحب سے حاصل کی، آپ کے چچا حضرت آل احمد اچھے میاں رَحۡمَةُ اللهِ عَلَيۡه نے آپ کو خلافت (یعنی مرید بنانے کی) اجازت بھی دی۔ انتقال کے وقت، آپ نے وصیت (will) کی تھی کہ "**الله** اور اس کے رسول کی اطاعت کرو"۔ 18 ذوالحجہ 1296 سنِ ہجری کو آپ کا انتقال ہوا۔ (تذکرہ نوری، ص۱۰۵ ملتقطاً)

سلسلہ قادریہ کی شان:

شیخ ابو سعود عبداللہ رَحۡمَةُ اللهِ عَلَيۡه کہتے ہیں کہ: ہمارے شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رَحۡمَةُ اللهِ عَلَيۡه اپنے مریدوں کے لیے قیامت تک اس بات کے ضامن (guarantor) ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی توبہ کئے بغیر نہیں مرے گا۔ (بہجۃ الاسرار، ص۱۹۱)

---

167 "میں مرید کیوں بنا؟"

باب المدینہ (کراچی) کے مقیم ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میری لیاقت نیشنل ہسپتال (کراچی) میں ڈیوٹی ہے۔ ایک بار کوئی عالم صاحب تشریف لائے اور میں نے ان کو بتایا کہ میں **"قادری عطاری"** ہوں تو انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ **"الیاس قادری صاحب"** کے مرید ہیں۔ میں نے عرض کی: جی ہاں اور مزید بتایا کہ میں مرید اس طرح ہوا کہ ایک دن **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتۡ بَرَکَاتُهُمُ الۡعَالِيَه کسی مریض کی عیادت (ملاقات وغیرہ) کیلئے ہسپتال تشریف لائے۔ مجھے شخصیات (یعنی مشہور لوگوں) سے آٹوگراف (autograph) لینے کا بہت شوق تھا جس کے لئے میں نے ہسپتال کا ایک رجسٹر، اسی کام کے لیے رکھا ہوا تھا۔ میں نے واپسی کے وقت وہ رجسٹر کھول کر **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتۡ بَرَکَاتُهُمُ الۡعَالِيَه کے سامنے کر دیا کہ آٹوگراف دے دیں۔ آپ نے رجسٹر بند کرنے کے بعد اپنی جیب سے پیڈ نکالا اور اس پر جو کچھ تحریر فرمایا اسکا مفہوم یہ ہے کہ یہ رجسٹر ہسپتال کے کاموں کیلئے ہے، آپ کو آٹوگراف لینے کے لئے نہیں دیا گیا۔ ساتھ میں کچھ دعائیں تحریر فرما کر پرچی بھی مجھے دے دی۔ مجھے بہت اچھا لگا اور میں فوراً آپ کے ذریعے **"قادری"** سلسلے میں مرید ہو کر **"عطاری"** بن گیا۔ (حقوق العباد کی احتیاطیں، ص۱۸ مُلخصاً)

اس حکایت سے پتا چلا کہ ادارہ سرکاری(government کا)ہو یا نجی(private)، اُس کی چیزیں جن کاموں کے لیے ہوں، انہیں کاموں میں استعمال کرنی چاہیے۔

تعارُف(Introduction):

1981ء میں **دعوتِ اسلامی** کے نام سے ایک تحریک بنی، آج اس کا پیغام دنیا کے تقریباً تمام ممالک تک پہنچ چکا ہے اور کئی شعبہ جات کے ساتھ مُختلف(different) ممالک میں دین کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے۔ یقیناً اس مختصر سے وقت(short time) میں ترقیوں میں ایک شخصیت کی کوششیں پہلے دن سے جاری رہیں، جنہیں آج دنیا شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے نام سے پہچانتی ہے۔ آپ نے نہ صرف خود سُنّتوں پر عمل کیا بلکہ علاقہ علاقہ، شہر شہر جا جاکر درس وبیان اور انفرادی کوشش کے ذریعے سُنّتوں کو عام کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! آپ کی کتابوں وغیرہ کی تعداد **سو(100) سے زیادہ** ہے، ان میں سے مختلف(different) کتابوں کا **36 زبانوں** میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ آپ کی جانب سے **مدنی مذاکروں** کا سلسلہ ہوتا ہے جس میں آپ علم و حکمت سے بھرپور جوابات دیتے ہیں، ان سلسلوں کی تعداد مجموعی طور پر(overall) ہزاروں تک پہنچ چکی ہے، جس میں سے کچھ کے تحریری رسائل(written booklets) بھی آچکے ہیں۔ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **سلسلۂ عالیہ قادریہ** میں مرید بھی کرواتے ہیں۔ امیر اہلسنّت نے اپنا آئیڈیل **اعلیٰ حضرت**، مجدِدِ دین وملت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بنایا ہے، اور اپنی زندگی کا سب سے پہلا رسالہ بھی **"تذکرۂ احمد رضا"** لکھا۔

سلسلہ قادریہ کی شان:

سرکارِ بغداد غوثِ پاک شیخ عبدُ القادر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور میرے دوستوں کو جنّت میں داخل کرے گا۔ میں نے (قبر میں سوال کرنے والے دونوں فرشتوں) مُنکَر نکِیر سے اس بات کا وعدہ لیا ہے کہ وہ قبر میں میرے مریدوں کو نہیں ڈرائیں گے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۹۳، مُلخّصًا)

---

168 ”پیر صاحب کے حقوق“

مُرشِد کے کچھ حقوق:

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: (صحیح) مرشد (کہ جس میں وہ باتیں ہوں کہ جو ایک مرشد میں ہونی چاہیے) کے حقوق مرید پر بہت زیادہ ہیں، اُن میں یہ بھی ہیں کہ (مرید) {۱} اِن (یعنی مرشد) کے ہاتھ میں اس طرح ہو جیسے زندہ کے ہاتھوں میں مردہ ہوتا ہے (مثلاً زندہ لوگوں نے مرنے والے کو جہاں رکھ دیا، وہ وہاں سے نہیں ہلتا) {۲} مرشد کی خوشی کو اللہ پاک کو راضی کرنے والا کام سمجھے اور جس کام سے یہ ناراض ہوں، اُس سے بچے کہ اِن کی ناخوشی کو اللہ پاک کی ناخوشی سمجھے {۳} انہیں اپنے حق میں دنیا میں اس وقت موجود تمام اولیاء کرام سے بہتر سمجھے (کہ میرے لیے میرے پیر صاحب ہی بہتر ہیں) {۴} اگر کوئی نعمت بظاہر کسی دوسرے بزرگ سے ملے تو بھی اسے (اپنے) پیر صاحب ہی کی طرف سے سمجھے {۵} مال، اولاد، جان، سب انہیں پیش کرنے کے لیے ہر وقت تیّار رہے {٦} ان کی جو بات اپنی نظر میں شریعت کے خِلاف لگے اس پر بھی نہ اعتراض(objection) کرے، نہ دل میں بدگمانی کو جگہ دے بلکہ یقین جانے کہ مجھ کم علم کی سمجھ کی غلطی ہے {۷} دوسرے کو اگر آسمان پر اُڑتا دیکھے جب بھی (اپنے) مرشد کے سوا دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو سخت آگ جانے، ایک باپ سے دوسرا باپ نہیں بنایا جاتا {۸} ان کے پاس بات نہ کرے {۹} ہنسنا تو بڑی چیز ہے ان کے سامنے آنکھ، کان، دل کے ساتھ مکمّل طور پر توجّہ(attention) رکھے {۱۰} جو وہ پوچھیں نہایت ہی نرم آواز سے ادب کے ساتھ بتا کر فوراً خاموش ہو جائے (**یاد رہے!** یہ حقوق صحیح پیر صاحب کے ہیں اور پیر صاحب اگر غیر محرم ہیں (جیسا کہ عام طور پر غیر محرم ہی ہوتے ہیں) تو عورتیں اُن سے پردہ کریں گی) {۱۱} ان کے کپڑوں، ان کے بیٹھنے کی جگہ، اِن کی اولاد، ان کے مکان، ان کے محلّے، اِن کے شہر کی بھی تعظیم(respect) کرے {۱۲} جو وہ حکم دیں ”کیوں!“ نہ کہے بلکہ اُسے پورا کرنے میں دیر نہ کرے، سب کاموں سے پہلے یہ کام کرلے (**ہاں!** شریعت نے جو کام فوراً کرنے کا حکم دیا ہے، تو وہ کام کرلے مثلاً نماز کا وقت

ہو گیا ہے تو نماز پہلے پڑھ لے){۱۳}اِن کی غیر موجودگی میں بھی اِن کے بیٹھنے کی جگہ نہ بیٹھے {۱۴}اِن کی موت کے بعد بھی ان کی زَوجہ سے نِکاح نہ کرے(کہ انہیں پیر انی اماں کہتے ہیں){۱۵} پیر صاحب اگر زِندہ ہوں تو روزانہ کئی بار اِن کی سلامتی اور عافیت کی دُعا کرتا رہے اور اگر اِنتِقال ہو گیا تو روزانہ اِن کو ایصالِ ثواب کرتا رہے{۱۶}ان کے دوست کا دوست رہے۔جب یہ ایسا کرے گا تو موت کے وقت، قبر میں، قیامت میں، حساب کتاب کے وقت، پُل صِراط سے جاتے ہوئے، حوضِ کوثر[1] پر ہر جگہ اِس کے فائدہ دیکھے گا۔اِس کے مرشِد اگر بہت بڑے درجے پر نہ بھی ہوں تو اُن کے مُرشد بڑے درجے والے ہیں یا مُرشد کے مُرشد یہاں تک کہ صاحِبِ سلسلہ (قادِریہ) حُضُور غوثِ پاک سیِّد عبدُالقادر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه پھر یہ (قادِری)سلسلہ مولیٰ علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ تک پہنچ کر پیارے آقا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے ملتا ہے اور ہمارے پیارے آقا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ہم سب کو اللہ پاک سے ملانے والے ہیں۔ **ہاں یہ بات ضَروری ہے کہ مرشد میں مرید بنانے کی چاروں شرائطِ پائی جاتی** ہوں[2]۔(فتاوی رضویہ ج۲۴ص۳۶۹ملخصاً)

پیر صاحب پر اعتراض(objection):

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کچھ اس طرح فرماتے ہیں:پیروں پر اعتِراض(objection)سے بچے کہ یہ مُریدوں کے لیے زہرِ قاتِل(بہت زیادہ نقصان والی بات)ہے۔امام ابو القاسم قُشَیری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:جو اپنے پیر صاحب سے کسی بات میں "کیوں!" کہے گا کبھی کامیاب(successful)نہ ہو گا۔

(رسالہ قشیریہ ص۲۷۶،فتاوی رضویہ ج۲۱ص۵۱۰تا۵۱۱ملخصاً)

---

(1) قیامت، حساب کتاب، پل صراط، حوضِ کوثر کی تفصیل **دین کی ضروری باتیں** part:4میں دیکھیں۔ قبر کی تفصیل topic number:174,177میں دیکھیں۔

(2) topic number:105میں پیر کی شرائط کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

169 "غریب کا مذاق مت اُڑاؤ"

کچھ لوگ قبیلہ(tribe)بنو ہاشم کے نوجوان سیّد صاحب، سلسلہ قادریہ کے بزرگ، حضرت امام علی رضا رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے پاس بیٹھے تھے، وہاں قریب سے جعفر بن عمر گزرے جو کہ غریبی کی حالت(poverty)میں تھے۔ اُن لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف مذاق والے انداز میں دیکھا تو امام علی رضا رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: تم لوگ جلد ہی ان کو اچھی حالت(condition)میں، بہت مالدار اور کافی ملازموں کے ساتھ دیکھو گے۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ابھی ایک مہینا بھی نہیں گزرا تھا کہ ان کو مدینہ پاک کا حاکم(ruler)بنادیا گیا، ان کی حالت اچھی ہو گئی، پھر وہ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم ان کے احترام(respect)میں کھڑے ہو جاتے اور ان کے لئے دعائیں کرتے، ان کے آگے پیچھے بہت سے خادم(servent)ہوتے تھے۔ (نور الابصار، ص:۱۷۶)

اس حکایت سے یہ درس(lesson) ملتا ہے کہ کسی کی غریبی والی حالت(condition) دیکھ کر اس کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے نہ اسے چھوٹا سمجھنا چاہیے کیا معلوم اللہ پاک اُس کو بہت بڑا مقام دے دے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ولیوں کو اللہ پاک کے بتانے سے آنے والے حالات وغیرہ کی خبر ہوتی ہے۔

تَعَارُف(Introduction):

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا نام علی، کُنیت(kunyah)ابوالحسن اور لقب(title)رضا ہے، امام علی رضا کے نام سے مشہور ہیں، حضرت امام موسیٰ کاظم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے بیٹے، آلِ رسول(یعنی سیّد)اور سلسلہ قادریہ کے بزرگ ہیں، 148 سنِ ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور 203 سنِ ہجری میں 55 سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ (نور الابصار، ص:۱۶۸-۱۷۷ ملتقطا) سیّد علی رضا رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کم سوتے، زیادہ عبادت کرتے، بہت روزے رکھتے اور ہر مہینے میں تین(3) روزے تو کبھی بھی نہ چھوڑتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ہر مہینے تین(3) روزے رکھنا زندگی بھر روزے رکھنے کی طرح ہے۔ آپ نیک کاموں کا حکم دیتے بہت زیادہ صدقہ و خیرات کرتے اور زیادہ تر رات

میں صدقہ کیا کرتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بہت سی کرامات[3] لوگ بیان کرتے ہیں۔(نور الابصار، ص:۲۷۰ ملخصاً)

آلِ رسول کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اہل بیت کی محبت لازم پکڑو کہ جو اللہ سے ہماری دوستی کے ساتھ ملے گا وہ ہماری شفاعت سے جنّت میں جائے گا، قسم اس کی جس کے ہاتھ (یعنی قدرت میں، اختیار میں، قابو میں) میں میری جان ہے! کسی بندے کو اس کا عمل فائدہ نہ دے گا جب تک ہمارا حق نہ پہچانے۔

(معجم اوسط، ج۱، ص۶۰۶، حدیث:۲۲۳۰ ملتقطاً)

---

170 "سپاہی بھاگ نہ سکے"

حضرت شیخ عبد الرزاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ جمعہ کی نماز کے لیے باہر نکلا، راستے میں دیکھا کہ خلیفہ (caliph) کے سپاہی (soldiers) جانوروں پر شراب رکھ کر لے جارہے ہیں، والد صاحب شیخ عبد القادر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے سپاہیوں کو آواز دی کہ رُک جاؤ مگر وہ ڈر کے مارے نہ رُکے اور چلتے رہے۔ والد صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جانوروں سے فرمایا: خدا کے حکم سے رک جاؤ۔ جانور فوراً رک گئے، سپاہیوں نے بہت کوشش کی مگر جانور آگے نہیں چلے، سپاہیوں کو فوراً آنت کا درد (appendix) ہو گیا، جس کی وجہ سے وہ تڑپنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ معاف فرمادیجئے آئندہ (next time) ایسا نہیں کریں گے۔ اب والد صاحب نے دعا کی تو ان کا مرض ٹھیک ہو گیا اور جانوروں پر جو شراب تھی وہ سرکے (vinegar) میں بدل گئی۔ جب یہ خبر خلیفہ (caliph) کو پہنچی تو اس نے ہمیشہ کے لیے شراب سے توبہ کر لی۔ (تاریخ مشائخ قادریہ، ص:۱۸۲)

---

(3) کرامت کی تفصیل topic number:93 میں دیکھیں۔

اس حکایت سے ہمیں پہلی بات جو سیکھنے کو ملی وہ یہ کہ جب اللہ والے کسی کام کا فرمائیں تو وہ کرلینا چاہیے ورنہ نقصان بھی ہوسکتا ہے۔ **دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ** کچھ اللہ کے ولی ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا حکم جانور بھی مانتے ہیں۔ اللہ پاک کے ولی کی دعا میں برکت ہوتی ہے، جیسا کہ سپاہیوں(soldiers)کا درد غوثِ پاک سیّد عبدُالقادر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی دعا سے ختم ہوگیا، آپ کی نظر سے شراب سرکے(vinegar)میں بدل گئی اور اس کرامت کی برکت سے بادشاہ نے شراب پینے سے ہمیشہ کے لیے توبہ کرلی۔ **یادرہے کہ** شراب پینا حرام، بہت بڑا گناہ اور آدمی کی دنیا اور آخرت خراب کرنے والا کام ہے۔

تَعَارُف(Introduction):

ابھی آپ نے جو کرامت پڑھی یہ سلسلہ قادریہ کے بزرگ، سیّد صاحب، حضرت سیّد عبد الرزاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ہے۔ شیخ عبدالرزاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے والد سے تعلیم وتربیت حاصل کی، حافظِ قرآن اور حافظِ حدیث تھے، عراق کے مفتی بھی تھے۔ عاجزی اور عبادت میں بہت مشہور تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ولادت 528 سنِ ہجری اور انتقال 623 سنِ ہجری میں ہوا۔ آپ کا مزار شریف بغداد میں ہے۔ (تاریخ الحفاظ للذہبی،۴/۲۰۴ملتقطا)

آلِ رسول کی شان:

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جو شخص چاہتا ہے کہ میری بارگاہ میں وہ اپنی کوئی خدمت(service) پیش کرے جس کی وجہ سے قیامت کے دن میں اس کی شفاعت (یعنی اللہ پاک سے سفارش) کروں تو اسے میرے اہل بیت (یعنی گھر والوں اور اولاد وغیرہ) کی خدمت اور انہیں خوش کرنا چاہیے۔

(برکات آل رسول(مترجم)ص:۲۴۵)

بہت اہم باتیں:

(1) امیرُ الْمُؤمِنین حضرت علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: جو میرے اہلِ بَیت میں سے کسی کے ساتھ اچھّا سُلوک کریگا، میں قِیامت کے دن اِس کا بدلہ اُسے دونگا۔
(اَلْجامِعُ الصَّغیر ص ۵۳۳، حدیث ۸۸۲۱، فتاوٰی رضویہ جلد ۱۰، ص ۱۰۵)

(2) سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس شخص نے میرے اہلِ بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عِترَتِ پاک (یعنی اولاد) کے بارے میں تکلیف دی، اُس پر جنّت حرام کر دی گئی۔ (الشرف المؤبد لآل محمد للنبہانی ص ۲۵۹)

(3) ایک حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص بیتُ اللہ شریف کے ایک کونے اور مقامِ ابراھیم کے درمیان جائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے اور پھر وہ اہلِ بیت کی دشمنی پر مر جائے تو وہ جہنّم میں جائے گا۔
(اَلْمُستَدرَک لِلْحاکِم ج ۴، ص ۱۲۹۔۱۳۰، حدیث ۴۷۶۶)

(4) امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا فرمان ہے: ہم (اہلِ بیت) سے بُغض (یعنی نفرت) مت رکھنا کہ اللہ پاک کے پیارے پیارے آخری نبی، مکّی مَدَنی، مُحمّدِ عربی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو شخص ہم سے بُغض یا حسد کریگا، اسے قِیامت کے دن حوضِ کوثر سے آگ کے چابکوں (whips) سے دُور کیا جائے گا۔ (الشرف المؤبد لآل محمد للنبہانی ص ۲۵۹)

(5) سیِّدوں کا نسب حُضور سیِّدِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر ختم ہوتا ہے، (یعنی ان کے جدِّ اعلیٰ (نانا جان) تو مکّی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں!)، اِس عظیم نسبت (کہ سیِّد پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی اولاد ہیں) کی تعظیم (respect) عام سے مسلمان تو کیا، ہر مُتّقِی اور پرہیزگار (یعنی نیک آدمی) پر بھی فرض ہے کیوں کہ اصل میں وہ سیِّد صاحب کی تعظیم (respect) نہیں بلکہ خود حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعظیم (respect) ہے۔
(فتاوٰی رضویہ ج ۲۲، ص ۴۲۳، مُلخصاً)

(6) سیِّد کی بطورِ سیِّد (یعنی وہ سیِّد ہیں اِس لئے) توہین (insult) کرنا کُفر ہے۔ (ماخوذ از مَجْمَعُ الْاَنْہُر ج ۲، ص ۵۰۹) جو کسی مِیر (یعنی سیِّد) کو حقارت (contempt) سے میروا کہے کافر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۲۲، ص ۴۲۰ مُلخصاً)

(7) سیّد سنّی المذہب کی تعظیم لازِم ہے اگرچِہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں، اُن اعمال کے سبب اُس سے نفرت نہ کی جائے، صرف برے عمل سے نفرت ہو۔ (فتاوٰی رضویہ ج۲۲، ص۴۲۳) البتہ اگر کسی نے واضح طور پر کُفر بک دیا تو اب وہ سیِّد نہ رہا۔ حضرت نُوح عَلَیْہِ السَّلَام کا نافرمان (disobedient) بیٹا کَنعان جو کہ مُنافِق تھا یعنی اپنے آپ کو مسلمان کہتا مگر وہ ایمان (believe) نہیں لایا تھا لہٰذا وہ بھی طوفان میں ڈوب کر مر گیا۔ اللہ پاک نے فرمایا، ترجمہ (Translation): اے نوح! بیشک وہ تیرے گھر والوں میں ہر گز نہیں۔ (پ۱۲، سورۃ الھود، آیت ۴۶) (ترجمہ کنز العرفان)

(8) اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے سُوال ہوا: سیّد لڑکا جب شاگرد ہو یا ملازِم (یعنی نوکر) ہو تو کیا دینی یا دُنیوی کام لینا اور اس کو مارنا، جائز ہے؟ تو جواب میں کچھ یوں فرمایا: ذلیل خدمت (مثلاً بھنگی، جمعدار کے کام) اس سے لینا جائز نہیں، نہ ایسی خدمت پر اُسے ملازِم (employee) رکھنا جائز۔ اور جس خدمت (service) میں ذلّت نہیں (یعنی جو کام گھٹیا نہیں) اس پر ملازِم رکھ سکتا ہے، شاگرد ہو تو عُرف اور (عام) عادت کے مطابق کام لینا شرعاً جائز ہے، لے سکتا ہے اور سیّد شاگرد کو مارنے سے بالکل پرہیز کرے (یعنی بالکل نہ مارے)۔ (فتاوٰی رضویہ ج۲۲، ص۵۶۸ ملخصاً)

(9) قاضی کے سامنے اگر کسی سیِّد صاحب کو حدّ (یعنی شرعی سزا) دینا ظاہر ہو جائے تو اُس پر فرض ہے کہ وہ یہ سزا دے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ قاضی کے لیے یہ حکم بھی ہے کہ سزا دینے کی نیّت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیّت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ (mud) لگ گئی ہے اُسے صاف کر رہا ہوں۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ح۳، ص۳۹۶)

(10) سنّی عالم، سیّد سے افضل (superior) ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): تم فرماؤ: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ (پ۲۳، سورۃ الزمر، آیت۹) (ترجمہ کنز العرفان)۔ اور فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور ان کے درجات بلند فرماتا ہے جنہیں علم دیا گیا (پ۲۸، سورۃ المجادلۃ 11، ایت ۱۱) (ترجمہ کنز العرفان)۔ ان آیات کے بعد اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: تو

اللہ پاک کے نزدیک رشتے داری سے علم کا رُتبہ (rank) بڑا ہے۔ سیِّد صاحِب جب کہ عالم نہ ہوں اگرچہ نیک آدمی ہوں مگر عالِم سُنّی صحیح العقیدہ (جس کے اسلامی عقیدے (beliefs) صحیح ہوں) کے مرتبہ کو شرعاً نہیں پہنچتے۔ علماء فرماتے ہیں: نوجوان عالم کو بوڑھے غیر عالم سے آگے جانے کا حق حاصِل ہے چاہے وہ غیر عالم قرشی بلکہ سیِّد صاحب ہوں کہ اللہ پاک نے فرمایا: اللہ پاک عالموں کے درجے بلند فرمائے گا۔ **یادرہے!** بُلندی عطا فرمانے والا اللہ پاک ہے لہٰذا جو اس کو گھٹائے (یعنی کم کرے) گا، اللہ پاک اس کو جہنّم میں ڈالے گا۔ (تَنوِیرُ الْاَبْصار، دُرِّ مُختار ج۱۰، ص۵۲۲، فتاویٰ رضویہ ج۲۹، ص۲۷۴، مُلخصاً)

---

172 "کئی سو سال بعد بھی دونوں صحابیوں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کے جسم صحیح تھے"

حضرت حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو رونے لگے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: اس لئے نہیں رو رہا کہ دنیا چھوٹ رہی ہے کیونکہ موت تو مجھے پیاری ہے (بلکہ رونے کی وجہ یہ ہے کہ) میں نہیں جانتا کہ مجھے آگے کیا پیش ہو گا؟ یعنی اللہ پاک مجھ سے راضی ہو گا یا ناراض؟ (ابن عساکر ج۱۲ ص۲۹۶)

انتقال کے کئی سو سال بعد غالباً 20 ذوالحجۃ الحرام 1351 ہجری کو کسی وجہ سے، مفتیٔ اعظم عراق کے فتویٰ کے بعد حضرت حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے مبارک جسموں کو دوسری جگہ دفن (buried) کرنے کے لیے نکالا گیا تو دنیا بھر سے آنے والے لاکھوں عاشقانِ صحابہ و اہل بیت نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اللہ پاک کے پیارے رسول کے دونوں پیارے پیارے صحابیوں کے برکت والے جسم اور مُبارک کفن صحیح اور سلامت ہیں، یہاں تک کہ داڑھی شریف کے پیارے پیارے بال بھی بالکل صحیح تھے۔ مُبارک جسموں کو دیکھ کر یوں لگتا تھا کہ شاید ان کی وفات کو دو تین گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں ہوا۔ (قبر کھل گئی ص ۱۴ تا ۱۵ ماخوذاً)

اس سچے واقعے سے سمجھ میں آیا کہ نیک بندوں کو بھی اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی

چاہیے۔ **اور ساتھ ساتھ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ کا مقام بھی پتا چلا کہ** انتقال کو ہزار سال سے زیادہ ہو گئے مگر جسم بالکل صحیح و سلامت رہا۔

حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا تعارُف(Introduction):

آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی کُنیت(kunyah)ابوعبداللہ جبکہ لقب "صاحبُ سِرِّ رسولِ اللہ" ہے یعنی رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بتائے ہوئے کچھ راز(secret) جاننے والے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ منافقین اور ان کی علامات(symptoms)کو جانتے تھے جیسا کہ ایک مرتبہ غیب کی خبریں بتانے والے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو اپنے قریب بلایا اور ایک ایک منافق کا نام بتایا۔(معجم کبیر،ج۳،ص۱۶۴،حدیث:۳۰۱۰)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شان:

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو مدائن شہر کا گورنر(governor)بنا دیا۔ اتنے سادہ تھے کہ جب آپ مدائن میں آئے تو لوگ پہچان نہ سکے کہ آپ گورنر ہیں۔(تاریخ ابن عساکر،ج۱۲،ص۲۸۶،ماخوذاً) کچھ وقت کے بعد جب حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو آپ کی واپسی کا پتا چلا تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ مدینے آنے والے راستے پر آ گئے تاکہ دیکھیں کہ آپ کی پہلے والی حالت(condition)اور اب کی صورتِ حال میں کیا فرق ہے؟ جب آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو پہلی حالت پر دیکھا(یعنی آپ خالی ہاتھ ہی تھے)تو(خوش ہو کر) آپ کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا: تم میرے بھائی اور میں تمہارا بھائی ہوں۔(الزہد لاحمد،ص۲۰۰)

---

173 "حضرت ابو جابر عبداللہ شہید رَضِیَ اللہُ عَنْہ"

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ (یعنی میرے والد)غزوہ اُحُد کے دن شہید(یعنی اللہ پاک کی راہ میں لڑتے ہوئے قتل(murder))ہو گئے تو اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے فرمایا: اے جابر! کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ پاک نے تمہارے والد سے کیا فرمایا ہے

؟میں نے عرض کی:ضرور بتائیے۔ فرمایا: اے عبد اللہ! مجھ سے مانگ میں تجھے عطا فرماؤں گا۔ تو تمہارے والد نے عرض کیا: یاربّ! مجھے دوبارہ زندگی عطا فرما تا کہ میں تیری راہ میں دوسری مرتبہ شہید ہو جاؤں۔ تو اللہ پاک نے فرمایا کہ میرا یہ فیصلہ ہے، ترجمہ (Translation):(تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ) تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟ (پ ۲۰، سورۃ القصص، آیت:۳۹)(ترجمہ کنز العرفان) پھر تمہارے والد نے عرض کیا: مجھ سے پیچھے رہ جانے والوں تک یہ بات پہنچادے۔ تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی، ترجمہ (Translation): اور جو اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے ربّ کے پاس زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔(پ ۴، آل عمران:۱۶۹)(ترجمہ کنز العرفان) (ابن ماجہ، کتاب الجہاد، رقم ۲۸۰۰، ج۳، ص ۳۶۱)

اس سچے واقعے سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ کو اللہ پاک سے بہت محبّت تھی جبھی تو حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ نے اللہ پاک کی راہ میں دوبارہ شہید ہونے کی خواہش (desire) کی۔

تعَارُف (Introduction):

حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ، مدینہ منورہ کے رہنے والے انصاری اور مشہور صحابی حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ کے والد ہیں۔(اسد الغابۃ، عبد اللہ بن عمرو بن حرام، ج۳، ص ۳۵۳) آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ کے جسم مبارک کو کسی وجہ سے دو مرتبہ قبر مبارک سے نکالنا پڑا۔ پہلی مرتبہ چھ (6) مہینے کے بعد نکالا گیا، تو وہ اسی حالت (condition) میں تھے جس حالت میں دفن (buried) کیا گیا تھا۔(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، حدیث ۱۳۵۱، ج۱، ص ۴۵۴)حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ فرماتے ہیں کہ میں نے دوسری مرتبہ چھیالیس (46) سال کے بعد اپنے والد ماجد (یعنی حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہ) کی قبر کو کسی وجہ سے کھود کر ان کے برکت والے جسم کو نکالا ، تو میں نے ان کو اسی حالت (condition) میں پایا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جب ان کا ہاتھ ہٹایا گیا، تو زخم سے خون نکلنے لگا۔ پھر جب ہاتھ زخم پر رکھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا۔ اور ان کا کفن جو (کپڑوں کی کمی کی وجہ سے صرف) ایک چادر کا تھا، وہ بالکل صحیح تھا۔(حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۶۱۵، مطبوعہ برکاتِ رضا ہند)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شان:

حدیث شریف کی سب سے اہم کتاب "بُخاری شریف" میں موجود ہے کہ حضرت عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے رات میں اپنے بیٹے حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو بلا کر فرمایا: میرے پیارے بیٹے! کل صبح جنگ اُحد میں سب سے پہلے میں ہی شہید ہونگا اور بیٹا سن لو! اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد تم سے زیادہ مجھے کوئی پیارا نہیں ہے لہٰذا تم میرا قرض (loan) ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ واقعی صبح کو میدان جنگ میں سب سے پہلے میرے والد صاحب ہی شہید ہوئے۔ (بخاری، ج۱، ص۱۸۰، اسد الغابہ، ج۳، ص۲۳۲) **معلوم ہوا کہ** اللہ پاک کی عطا اور رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صدقے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ کل کی باتیں بھی بتادیتے ہیں۔

---

174 "ایک دن موت آئے گی"

{} ہر شخص کی جتنی زندگی طے (fixed) ہے اُس سے نہ زیادہ ہوسکتی ہے اور نہ ہی کم {} جب انسان کی زندگی کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو اللہ پاک کے فرشتے رُوح نکالنے کے لئے آتے ہیں {} جس شخص کی رُوح نکالی جانی ہوتی ہے اُسے آس پاس (یعنی قریب) فرشتے ہی دکھائی دیتے ہیں {} مسلمان کے آس پاس رَحمت کے فرشتے ہوتے ہیں جبکہ غیر مسلم کے آس پاس عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں {} موت کے وقت ہر شخص کو یہ بات پتا چل جاتی ہے دینِ اِسلام ہی حق اور سچا دین ہے لیکن اُس وقت اگر کوئی اِسلام قبول کرے تو اس کا مسلمان ہونا قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ اُسے اپنی زندگی میں اِسلام لانے کا حکم دیا گیا تھا اور اب وہ وقت ختم ہوگیا {} دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور دنیا ہے، جسے "بَرْزَخ" (یعنی پردہ) کہا جاتا ہے، مرنے کے بعد انسان اور جنّات قیامت تک بَرْزَخ میں رہتے ہیں {} بَرْزَخ میں کوئی آرام میں ہوتا ہے اور کوئی تکلیف میں ہوتا ہے {} مرنے کے بعد بھی رُوح کا بدَن کے ساتھ تعلق (relation) باقی رہتا ہے {} جس طرح دنیا میں جسم کو

پہنچنے والے آرام یا تکلیف کا اِحساس (feel) ہماری رُوح کو ہوتا تھا اُسی طرح مرنے کے بعد جسم کو پہنچنے والے آرام یا عذاب کا احساس بھی رُوح کو ہوتا ہے (اگرچہ روح جسم میں موجود نہ ہو) {} مرنے کے بعد مسلمان کی روح مختلف (different) جگہوں پر رہتی ہے۔ مثلاً: O قبر میں O مکّہ پاک میں خانہ کعبہ کے قریب، زَم زَم شریف کے کنویں (well) میں O آسمان و زمین کے درمیان O پہلے سے لے کر ساتویں آسمان تک O آسمانوں سے بھی اوپر O عرشِ الٰہی[4] کے نیچے فانوسوں (lanterns) میں O جنّت کے بہت ہی اونچے مکانات میں {} اِسی طرح غیر مسلموں کی رُوح بھی مختلف (different) جگہوں پر رہتی ہے۔ مثلاً: O قبر میں O مُلکِ یَمَن کے ایک نالے (drain) میں O پہلی سے لے کر ساتویں زمین تک O ساتوں زمینوں سے نیچے جہنّم کی ایک وادی (valley) میں {} جو کوئی بھی قبر پر آئے مرنے والا اُسے دیکھتا، پہچانتا اور اُس کی بات بھی سنتا ہے (جبھی تو ہم قبرستان جا کر انتقال کرنے والے مسلمانوں کو سلام کرتے ہیں) {} "تَناسُخ" اور "آواگون" یعنی یہ عقیدہ (belief) رکھنا کہ: مرنے کے بعد روح نکل کر کسی اور انسان یا جانور میں چلی جاتی ہے، (یہ عقیدہ رکھنا) کفر ہے {} مرنے والا شخص بات بھی کرتا ہے، لیکن اُس کی بات انسان اور جنّات کے علاوہ سارے حیوان سنتے ہیں {} قبر مرنے والے کو دباتی بھی ہے۔ اگر مرنے والا مسلمان ہے تو ایسے دباتی ہے جیسے ماں پیار سے اپنے بچے کو گلے لگاتی ہے {} اور اگر مرنے والا غیر مسلم ہو تو قبر اتنے زور سے دباتی ہے کہ پسلیاں (ribs) ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ (بہار شریعت، ۱/ ۹۸ تا ۱۱۵ ماخوذاً) {} انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو قبر نہیں دباتی۔ (شرح الصدور، ص ۱۱۰) نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس نے مَرَضُ الموت (یعنی ایسی بیماری کہ جس میں یہ خوف ہو کہ اس مریض کا انتقال ہو جائے گا اور پھر اسی بیماری میں اُس کا انتقال بھی ہو جائے۔ فتاویٰ رضویہ، ۲۵/ ۴۵۷ ماخوذاً) میں سورۃُ الاِخلاص کی تلاوت کی وہ فتنہ ٔ قبر میں مبتلا نہیں ہو گا (یعنی قبر کی آزمائشوں سے بچے گا) اور قبر کے دبانے سے بھی حفاظت میں رہے گا۔ (حلیۃ الاولیاء، ۲/ ۲۴۳، حدیث: ۲۰۹۱)

---

(4) عرش کی تفصیل topic number:225 میں دیکھیں۔

----

175 ”درود و سلام کی برکتوں والی کتاب: دلائل الخیرات“

ایک مرتبہ حضرت شیخ محمد بن سلیمان جَزُولی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه وُضو کرنے کے لئے ایک کنویں (well) پر گئے مگر اُس میں سے پانی نکالنے کے لئے کوئی چیز پاس نہ تھی۔ شیخ پریشان تھے کہ کیا کریں؟ اتنے میں ایک اُونچے مکان سے بچی نے دیکھا تو کہنے لگی: یا شیخ! آپ وہی ہیں نا، جن کی نیکیاں بہت مشہور ہیں، اِس کے باوُجود آپ پریشان ہیں کہ کنویں سے پانی کس طرح نکالوں! پھر اس بچی نے کنویں میں کچھ ڈالا۔ تھوڑی ہی دیر میں کنویں کا پانی بڑھنا شروع ہو گیا یہاں تک کہ کنویں سے نکل کر زمین پر گرنے لگا۔ شیخ نے وُضو کیا اور اُس بچی سے کہنے لگے: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم مجھے بتاؤ کہ تم نے یہ کیسے کیا؟ اس بچی نے جواب دیا: میں رسولِ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر کثرت سے **دُرُودِ پاک** پڑھتی ہوں۔ یہ سُن کر حضرتِ شیخ سلیمان جزولی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے قسم کھائی کہ میں دُرُود و سلام کے فضائل پر کتاب ضرور لکھوں گا۔ (مطالع المسرات مترجم، ص ۳۴، ۳۳ ملخصاً) پھر آپ نے ”دَلَائِلُ الْخَيْرَات“ نام کی کتاب لکھی، جو کہ دنیا بھر کے عاشقانِ رسول میں مشہور ہے۔

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ درود شریف کی بہت برکتیں ہیں اور وہ لوگ جو درود و سلام سے دور ہیں، وہ دنیا و آخرت کے بہت بڑے فائدوں سے دور ہیں۔

تعارُف (Introduction):

دلائل الخیرات شریف لکھنے والے حضرت شیخ محمد بن سلیمان جَزُولی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو کسی نے حسد (jealousy) کی وجہ سے زہر کھلا دیا اور آپ نمازِ فجر کے سجدے میں انتقال فرما گئے۔ کسی وجہ سے ستتر (77) سال کے بعد لوگ آپ کے مبارک جسم کو مزار شریف سے نکال کر "مراکش" لے آئے، آپ کا کفن سلامت اور بدن بالکل زندوں کی طرح تازہ اور نرم تھا۔

زندہ انسان کے جسم پر انگلی رکھ کر کسی جگہ کو دبایا جائے تو خون وہاں سے ہٹ جاتا ہے اور وہ جگہ سفید ہو جاتی ہے پھر جب انگلی ہٹائی جائے تو خون اس جگہ واپس آ جاتا ہے اور وہ سفیدی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ زندہ انسان کا خون چل رہا ہوتا ہے۔ کسی نے آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے چہرے پر انگلی رکھی تو خون ہٹ گیا اور وہ جگہ سفید ہو گئی اور جب ہٹائی تو پہلے کی طرح ہو گیا جس طرح زندہ انسان کا ہوتا ہے۔ انتقال سے پہلے آپ نے داڑھی کا خط بنوایا تھا (یعنی داڑھی کے علاوہ جو چہرے کے بال تھے وہ صاف کروائے تھے)، اس وقت بھی چہرہ اسی طرح تھا جیسے ابھی خط بنوایا ہو۔

آپ سلسلۂ عالیہ شاذلیہ کے پیر صاحب تھے اور آپ کے چھ لاکھ، بارہ ہزار پینسٹھ (Six lakh, twelve thousand sixty five) مریدین تھے۔ آپ کا مزار مبارک "مراکش" میں ہے۔ بہت سے لوگ آپ کے مزار شریف پر دلائل الخیرات شریف پڑھتے ہیں۔ (مطالع المسرات، ص ۴، مطبوعہ فیصل آباد ملخصاً)

---

176 "پیشانی (forehead) چمک رہی تھی"

25 رجب المرجب 1430ھ بمطابق 2009-07-18 ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات بابُ المدینہ کراچی میں کئی گھنٹے تک بارش کا سلسلہ ہوا جس کی وجہ سے تقریباً 3 سال 7 مہینے 10 دن پہلے انتقال کرنے والے مفتیٔ دعوت اسلامی الحاج الحافظ محمد فاروق عطاری رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی قبر کھل گئی۔ جو اسلامی بھائی صحرائے مدینہ میں موجود تھے انہوں نے قسم کھا کر کچھ یوں بتایا کہ ہم نے دیکھا کہ مفتیٔ دعوتِ اسلامی رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی مبارک لاش اور کفن اِس طرح صحیح تھے کہ جیسے ابھی ابھی انتقال ہوا ہو۔ چہرے کی ایک طرف سے کفن ہٹا ہوا تھا، عمامہ شریف، کان کے قریب زلفوں کا کچھ حصہ اور چمکتی ہوئی پیشانی (forehead) بھی نظر آ رہی تھی۔

اس واقعے کے تقریباً دس (10) دن بعد شرعی رہنمائی لینے کے ساتھ مفتیان کرام، علمائے کرام، اور ہزاروں اسلامی بھائیوں کی موجودگی میں جانشینِ امیر اہلسنّت ابو اُسید حاجی عبید رضا ابن عطّار مدنی دَامَتْ بَرَکَاتُھُم

اَلْعَالِیَہ قبر میں ہونے والا سوراخ دیکھنے کے لیے قبر میں اُترے تاکہ یہ اندازہ لگائیں کہ جسم کو باہر نکالنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اُنہوں نے اندر کا جائزہ لیا(view کیا) اور اندر ہی سے دعوتِ اسلامی کے "دارالافتاء اہلسنّت" کے مفتی صاحب کو صورتِ حال (condition) بیان کی انہوں نے بدن باہر نہ نکالنے کا حکم فرمایا، جانشینِ امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو مُووی کیمرہ دیا گیا، پرانی قبر کے اندرونی ماحول اور اوپر سے مٹی وغیرہ گرنے کے باوجود اَلْحَمْدُلِلّٰہ! اُنہوں نے عمامہ شریف، پیشانی مبارک اور زلفوں کے بعض حصّے کی مووی بنالی، جو کہ "صحرائے مدینہ" میں لگائی گئی مختلف اسکرینوں پر ہزاروں اسلامی بھائیوں نے دیکھی (اور آج بھی www.dawateislami.net سے دیکھی جاسکتی ہے)۔

(فیضان سنت، باب غیبت کی تباہ کاریاں، جلد ۲، ص ۴۶۶ مُلخصاً)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ نیک لوگوں، نیک نسبتوں اور نیک ماحول کی بہت زیادہ برکتیں ہیں۔

تَعَارُف (Introduction):

تبلیغ قرآن وسنّت کی عالمگیر تحریک، دعوتِ اسلامی کی "مرکزی مجلس شوریٰ" کے رُکن، شیخ طریقت، عالم شریعت، پابندِ سنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے مرید، مُفتیٔ دعوتِ اِسلامی الحاج اَلْحَافِظ اَلْقَارِی حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد فاروق عطاری مدنی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بارے میں خود ان کے پیرو مرشد یعنی امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں کہ میرا حُسنِ ظن (یعنی ان کے بارے میں اچھا گمان) ہے کہ وہ دعوتِ اسلامی کے مُخلص مبلّغ اور اللہ پاک سے ڈرنے والے بُزرگ تھے اور گویا اِس حدیثِ پاک میں جس طرح زندگی گزارنے کا فرمایا گیا ہے، اُن کی زندگی ایسی ہی تھی، حدیث میں ہے: کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ یعنی دنیا میں اس طرح رہو کہ گویا تم مسافر ہو۔ (صحیح بخاری ج ۴ ص ۲۲۳ حدیث ۶۴۱۶) ۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ بمطابق 17-2-2006 بروز جُمُعَہ نمازِ جمعہ پڑھنے کے بعد جب اپنے گھر (گلشنِ اقبال، بابُ المدینہ کراچی) آئے تو اچانک (suddenly) دل کی حرکت بند ہونے کی وجہ سے تقریباً 30 سال کی عمر میں جوانی میں ہی انتقال فرماگئے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو صحرائے مدینہ، باب المدینہ

کراچی میں دفن(buried) کیا گیا۔(فیضانِ سنت، باب غیبت کی تباہ کاریاں، جلد ۲، ص ۴۶۶ ملخصاً)

----

177 ”مرنے کے بعد کیا ہو گا؟“

قبر میں آسانی یا تکلیف:

{} جب مرنے والے کو قبر میں دفنا دیا جاتا ہے تو دو(2) فرشتے اپنے کئی گز لمبے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے(tearing the ground) قبر میں آتے ہیں O اُن کی شکلیں بہت خوفناک(fearsome) ہوتی ہیں O آنکھیں کالی اور نیلی اور دیگ(pot) جتنی بڑی ہوتی ہیں O آنکھوں میں آگ بھڑک(flared up) رہی ہوتی ہے O جسم کا رنگ بھی کالا ہوتا ہے O اور پورے جسم پر بال ہوتے ہیں O ان میں سے ایک کا نام ”مُنْکَر“ جبکہ دوسرے کا ”نَکِیْر“ ہوتا ہے {} یہ مرنے والے کو ڈانٹ کر اٹھاتے اور بہت سختی سے یہ تین(3) سوالات کرتے ہیں:(1) تیرا ربّ کون ہے؟(2) تیرا دین کیا ہے؟(3)(ایک صورت دکھا کر پوچھا جاتا ہے:) اِن کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟ {} مرنے والا نیک مسلمان ہو تو یہ جوابات دیتا ہے:(1) میرا ربّ اللہ پاک ہے(2) میرا دین اسلام ہے(3)(اور صورت دیکھ کر کہتا ہے کہ) یہ تو میرے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں۔ اِس کے بعد مسلمان کو اُس کے اَعمال (نیک کام وغیرہ) کے مطابق مختلف نعمتیں دی جاتی ہیں اور اُس کا قیامت تک کا وقت بہت آرام میں گزرتا ہے {} جبکہ اگر مرنے والا غیر مسلم ہو تو ہر سوال کے جواب میں وہ یہی کہتا ہے:”افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں، میں تو جو لوگوں کو کہتے سنتا تھا خود بھی وہی کہتا تھا(بہار شریعت، ج۱، ۹۸ تا ۱۱۵ ماخوذاً) {} حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: قبر کا عذاب حق ہے۔(بخاری، ۱/۴۶۳، حدیث: ۱۳۷۲) {} یہ عقیدہ(belief) رکھنا واجب اور لازم ہے(یعنی دل میں یہ بات مضبوطی سے بیٹھی ہو) کہ منکر نکیر سوالات کریں گے۔(شرح الصاوی علی جوہرۃ التوحید، ص ۳۶۹، ۳۷۰) {} منکر نکیر کے سوالات روح وبدن دونوں سے ہونگے۔(فتاویٰ رضویہ، ۹/۸۵۱ ملخصاً) {} اِن سوالات کے بعد کافر اور جن گناہ گاروں کے لیے حکم ہو گا ان پر مختلف(different) عذابات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور مرنے والا بہت زیادہ

تکلیفوں میں ہو گا {} قبر میں نعمتوں کا ملنا یا عذاب ہونا حق اور سچ ہے، اس کا انکار (denial) کرنا گمراہی (یعنی جہنّم میں لے جانے والا عقیدہ (belief) رکھنے والی بات) ہے۔ (بہار شریعت، ۱/۱۱۳ ملخصاً) {} انسان جیسے بھی مرے، چاہے جل جائے، ڈوب جائے یا کوئی جانور اُسے کھا جائے ہر حال میں اُسے قبر کے سوالات کا جواب دینا ہوتا ہے اور پھر آگے نعمتوں یا عذاب کا سلسلہ بھی ہوتا ہے () جسم اگرچہ گل (یعنی melt ہو) جائے، جل جائے، مٹّی ہو جائے، مگر اُس جسم کے اصلی حصّے قیامت تک باقی رہیں گے، اور انہی پر عذاب و ثواب ہوتا ہے۔ یہ اصلی حصّے بہت چھوٹے ہوتے ہیں کہ microscope سے بھی نظر نہیں آتے، نہ آگ اُنھیں جلا سکتی ہے، نہ زمین اُنھیں گلا سکتی ہے اور اُنھیں پر قیامت کے دن دوبارہ مکمل جسم بن جائے گا۔ اس کو یوں سمجھیں کہ جیسے: بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو کتنا چھوٹا ہوتا ہے، پھر کتنا بڑا جوان ہو جاتا ہے، پھر بیماری میں کمزور ہو جاتا ہے، پھر بیماری کے بعد طاقت ور ہو جاتا ہے، اِن سب تبدیلیوں (changes) سے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ شخص بدل گیا، اسی طرح قیامت کے دن ہو گا۔ (بہار شریعت، ۱/۱۱۲ ماخوذاً)

قبر میں بھی ان کے جسم سلامت رہتے ہیں:

{} انبیائے کِرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، اولیائے کِرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم، عُلَمائے کِرام، حافظِ قرآن، شہید (جو اللہ پاک کی راہ میں لڑتے ہوئے قتل (murder) کر دیا گیا)، ہمیشہ اللہ پاک کی نافرمانی سے بچنے والے اور اکثر دُرود شریف پڑھنے والے شخص کے بدن کو مٹّی نہیں کھاتی۔ (بہار شریعت، ج ۱، ص ۱۱۴ ملخصاً) () **انبیائے کرام** عَلَیْہِمُ السَّلَام **زندہ ہیں** حدیثِ پاک میں ہے: انبیاء (عَلَیْہِمُ السَّلَام) زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ (مسند ابی یعلی، ۳/۲۱۶، حدیث: ۳۴۱۲) ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے: تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے لیے (وفات) صرف ایک پل (a moment) کے لیے آنی ہے پھر ان کے لیے زندگی ہے۔ جو اس بات کا انکار (denial) کرے، وہ بدمذہب، گمراہ اور جہنّم میں جانے کا حقدار (entitled) ہے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۵۰۴ ماخوذاً) () جو انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بارے میں کہے کہ "وہ فوت ہو کر مٹّی میں مل گئے" ایسا شخص گمراہ (یعنی جہنّم میں لے جانے والا عقیدہ (belief) رکھنے

والا)اور بے دین ہے(بہار شریعت،۱/۱۱۵ملخصاً)()روزانہ رات میں تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ(پوری سورت) پڑھنے والا عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔(ترمذی،۴/۴۰۷،حدیث:۲۸۹۹،مفہوما)()تلاوتِ قراٰن کرنے والا بھی عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔(معجم اوسط،۶/۴۷۰،حدیث:۹۴۳۸،مفہوماً)امام عمر نَسَفی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا:اللہ پاک کا حکم ماننے والے مسلمان کو عذابِ قبر نہیں ہو گا لیکن اسے قبر دبائے گی۔(بحر الکلام،ص۲۱۹ملخصاً)

---

178 ”تراویح کی جماعت“

حدیث شریف کی سب سے اہم کتاب”بخاری شریف“میں موجود ہے کہ: امیرُ الْمُؤمِنِین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ عَنْه ایک مرتبہ رَمَضانُ المُبارَک کے مہینے کی ایک رات مسجد میں گئے تو دیکھا کہ لوگ الگ الگ انداز سے تراویح پڑھ رہے ہیں، کوئی اکیلا تو کچھ حضرات کسی کے پیچھے پڑھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ رَضِیَ اللهُ عَنْه نے فرمایا:میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ ان سب کو ایک امام کے ساتھ جمع کر دوں(یعنی یہ سب ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھ لیں حالانکہ (although) اس انداز سے ایک امام کے پیچھے تراویح جماعت سے پڑھنے کا سلسلہ پیارے آقا صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ظاہری زندگی میں نہیں ہوا تھا، لیکن پھر بھی)، آپ رَضِیَ اللهُ عَنْه نے حضرت اُبَی بن کَعب رَضِیَ اللهُ عَنْه کو سب کا امام بنا دیا، پھر جب دوسری رات تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ باجماعت (تراویح) ادا کر رہے ہیں (تو بہت خوش ہوئے اور) فرمایا: نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ یعنی ”یہ اچھی بدعت ہے“۔

(بخاری ج ۱ ص ۶۵۸ حدیث ۲۰۱۰)

اس حکایت (سچے واقعے) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللهُ عَنْهُم نے دین میں اچھے طریقے نکالے ہیں تا کہ لوگ دین پر اچھے انداز سے عمل کر سکیں۔

---

179 ”قرآنِ کریم میں نقطوں اور اعراب کا آغاز“

حجاج بن یُوسُف کے ایجاد کردہ کاموں(invented works) میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے سب سے پہلے قرآنِ پاک میں علامات(symptoms) لگائیں ، اسی طرح زبر، زیر، پیش اور نقطوں وغیرہ بھی لگائے۔ قرآنِ پاک بہت خوبصورت انداز سے لکھنے کی کوشش کی لیکن اس طرح کا کام صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡھُمۡ نے نہیں کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حجاج بن یُوسُف نے تیس(30) قاریوں کو جمع کیا جنہوں نے ایک مہینے میں قرآنِ کریم کے حُروف اور اَلفاظ کو گِنا(count کیا) اور اگر اُمّت(nation) کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ یا دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ یا تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ یا چوتھے خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ انہیں اس طرح قرآنِ کریم کے حُروف گنتے ہوئے دیکھ لیتے تو یقیناً ان کے سروں پر دُرّے(whip) لگاتے کہ فرمایا گیا کہ آخری زمانے میں قرآنِ کریم پڑھنے والے ایسے لوگ ہوں گے جو قرآنِ کریم کے حُروف کی خوب حِفَاظَت(protection) کریں گے **مگر اس میں دیے گئے حکموں پر عمل نہیں کریں گے۔**

حجاج بن یُوسُف اپنے زمانے میں سب سے بڑا قرآنِ کریم کا قاری تھا اور اُسے سب سے اچھا قرآنِ کریم یاد تھا، وہ ہر تین (3) دن میں قرآنِ پاک کا ختم کیا کرتا تھا مگر اس سے بڑھ کر قرآنِ کریم کی حکموں پر عمل نہ کرنے والا بھی کوئی نہ تھا۔ (قوت القلوب ج۲، ص۴۹،۴۸ ماخوذاً)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡھُمۡ کے زمانے کے بعد بھی دین میں جو نئے کام ہوں لیکن دین کی تعلیمات کے خلاف نہ ہوں، ان پر عمل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں نقطے وغیرہ بعد میں لگائے گئے مگر اب شاید دنیا میں ایک مسلمان بھی ایسا نہ ہو گا کہ جو نقطوں کے بغیر قرآنِ پاک پڑھ سکے (زبانی یاد ہونا، ایک الگ بات ہے) حالانکہ یہ نقطے کسی نیک پرہیز گار آدمی نے نہیں لگائے، ان کا لگانے والا بہت بڑا ظالم آدمی تھا۔

---

180 ”اچھے اور بُرے طریقے“

{} اللہ پاک فرماتا ہے: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔(ترجمہ کنز العرفان)(پ۷، سورۃ المائدہ، آیت ۱۰۱) علماء فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس کام کو شریعت نے منع نہ کیا ہو وہ جائز ہے۔(صراط الجنان ج۳، ص۷۳ ملخصاً)

{} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: حلال وہ ہے جو اللہ پاک نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جس کو اُس نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے سکوت کیا (یعنی جس بارے میں کچھ ارشاد نہ فرمایا) تو وہ معاف (یعنی جائز) ہے۔(ترمذی، کتاب اللباس، ۳/۲۸۰، الحدیث: ۱۷۳۲)

{} ہمارا دین قیامت تک کے لیے ہے، اس کے اصول ایسے ہیں کہ قیامت تک آنے والے، مختلف (different) قوم والے، مختلف ذہنوں والے، مختلف جگہوں (different places) پر رہنے والے، بعد میں آنے والے سب کے سب اس پر عمل کر سکیں۔ ہمیں ہمارے دین نے بتادیا کہ یہ یہ کام کرنا ثواب ہے، یہ یہ کام گناہ والے ہیں، اس کے علاوہ جو کام کریں وہ منع نہیں ہے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی عادتیں بدلیں (habits change)، زندگی کے انداز بدلے، اب انہیں دین کے قریب لانے کے لیے کوئی ایسا کام کیا کہ دین جسے منع نہیں کرتا تو اچھی نیّت کے ساتھ کر سکتے ہیں جیسے پہلے مسجدوں میں کھجور کے درخت کو پلر (columns) کی جگہ استعمال کیا جاتا تھا، اب مسجدیں مضبوط بنتی ہیں۔ اگر کوئی ایسا کام کیا کہ دین جس کی اجازت نہیں دیتا تو یہ گناہ کا کام ہے جیسے کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے اس کی مثال دی: شبِ براءَت میں آتش بازی (fireworks) ہوتی ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں مال کو ضائع (waste) کرنا بھی پایا جاتا ہے۔(فتاوٰی رضویہ ج۲۳ ص۲۷۹ ملخصاً)

{} فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا، اس کے لئے اسے نکالنے اور بعد میں اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب ہے، اور ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے بھی کچھ کم نہ ہوگا۔ جس نے

اسلام میں برا طریقہ نکالا، اس پر اس طریقہ کو نکالنے اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، الحدیث:۲۳۵۱، ص۸۳۸)

بدعت:

{}" بدعت" سے مراد ہر وہ نیا کام ہے جو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مبارک دور(یعنی آپ کی ظاہری زندگی) میں نہ تھا بعد میں کسی نے اس کو شروع کیا، اب اگر یہ کام شریعت سے ٹکراتا ہے تو اس بدعت کو "بدعتِ سَیِّئَہ" یعنی بُری بدعت کہتے ہیں، اسی کے بارے میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ: یہ مَردود ہے (صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، الحدیث:۴۴۹۲، ص۹۸۲، ملخصاً)۔ وہ نیا کام جو قرآن و سنّت کے خلاف نہیں ہے اسکو بدعتِ مُباحہ یعنی جائز بدعت یا حَسَنَہ یعنی اچھی بدعت کہتے ہیں۔

{}یوں بدعت کی تین قسمیں بنیں: (۱) اچھی بدعت (۲) بُری بدعت (۳) جائز بدعت۔ ان کی مثالیں:

اچھی بدعت: جیسے مدرسوں کی تعمیر (construction)، درسِ نظامی (عالم کورس)، جشنِ ولادت اور میلاد کی محفلیں وغیرہ۔

بُری بدعت: جیسے بُرے عقیدے (beliefs)، شبِ براٰت میں پٹاخے پھوڑنا۔

جائز بدعت: جیسے ولیمے وغیرہ کی دعوت میں عمدہ عمدہ (یعنی بہترین) کھانے بنانا۔

{} سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مسلمانوں میں کئی دینی نئے کام ہوئے جیسے:

() حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے تراویح کی جماعت شروع کروائی لیکن حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ کی زندگی میں ایسا نہیں ہوا تھا۔

() چاروں صحابہ (یعنی مسلمانوں کے پہلے، دوسرے، تیسرے اور چوتھے خلیفہ) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد، حجاج بن یوسف نے قرآنِ پاک میں نقطے و اعراب (زبر، زیر، پیش) لگوائے اور آج دنیا بھر میں نقطے والے قرآنِ پاک ہی موجود ہیں۔

() اسی طرح مسجد میں امام کے کھڑے ہونے کے لئے محراب (archway)، ولید کے دور میں حضرت عمر بن

عبد العزیز رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْہ نے بنائی تھی۔

○ چھ (6) کلمے جو ہمارے ہاں کئی بچوں کو یاد ہوتے ہیں، یہ چھ (6) کلمے تو بہت بعد میں مسلمانوں میں اس طرح لکھنے، پڑھنے اور یاد ہونے لگے لیکن دین اور شریعت نے اسے منع نہیں کیا ہے لہٰذا یہ کام کرنا، جائز ہے۔

(بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت ص ۱۲۱ تا ۱۸۱ ماخوذاً)

○ پہلے امام صاحبان، مؤذّن صاحبان، قاری صاحبان اور درسِ نظامی پڑھانے والوں کو وظیفہ یا مشاہرہ (salary) نہیں دی جاتی تھی، نہ اس طرح درسِ نظامی (جسے عالم کورس کہتے ہیں) پڑھایا جاتا تھا، نہ "بُخاری شریف" پڑھانے سے پہلے "افتتاحِ بُخاری شریف" اور ختم ہونے پر "اختتامِ بُخاری شریف" کے اجتماعات ہوتے تھے بلکہ خود "بُخاری شریف" بھی کئی سو سال کے بعد لکھی گئی ہے۔

---

181 "قرآن جمع کیا گیا"

اُمّت (nation) کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ جب خلیفہ بنے تو بعض جھوٹے لوگ ایسے کھڑے ہوئے کہ اپنے آپ کو نبی کہنے لگے (حالانکہ ہمارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تو آخری نبی ہیں، خود فرمایا کہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (صحیح البخاری، کتاب المغازی، الحدیث: ۴۴۱۶، ج۳، ص۱۴۴))، دینِ اسلام کے ان دشمنوں کے خلاف جنگ ہوئی تو اس میں بہت سارے حافظ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُم شہید ہو گئے (یعنی اللہ پاک کی راہ میں لڑتے ہوئے قتل (murder) کر دیے گئے)۔

اُمّت کے دوسرے خلیفہ، حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ امیر المؤمنین، حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے پاس حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ اس لڑائی میں بہت سے وہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم شہید ہو گئے ہیں جنہیں قرآنِ پاک یاد تھا، اگر اسی طرح جنگوں میں حافظ شہید ہوتے رہے اور قرآنِ عظیم کو ایک جگہ لکھا ہوا جمع نہ کیا گیا تو مسلمان پریشان ہو جائیں گے، میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اس بات کا حکم دیں کہ قرآنِ مجید کی سب سورتیں ایک جگہ لکھ لی جائیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: جو کام حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نے نہ کیا وہ ہم کیسے کریں؟ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کی: حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے یہ کام نہ کیا لیکن خدا کی قسم! یہ کام بھلائی کا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو ان کا مشورہ پسند آگیا اور آپ نے حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ کو قرآن مجید جمع کرنے (یعنی ایک جگہ لکھنے) کا حکم دے دیا۔ (بخاری، ج۳، ص۳۹۸، حدیث:۴۹۸۶ماخوذاً) یہاں تک کہ کچھ دنوں میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! سارا قرآنِ عظیم ایک جگہ لکھ لیا گیا۔ اور بعد میں اُمّت (nation) کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ نے اس قرآنِ پاک کی طرح مزید قرآنِ پاک (copies) تیار کرواکے مختلف علاقوں میں بھیج دیے۔ (بخاری، ج۳، ص۳۹۹، حدیث:۴۹۸۷ملخصاً) اُمّت کے چوتھے خلیفہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ کے مشورے پر امیرُ المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ نے قرآن پاک یوں بھیجے تھے، آپ نے یہ مشورہ قبول کر کے قرآنِ پاک کے فیضان کو عام کیا اس لیے آپ کو "جامعُ القرآن" (یعنی قرآنِ پاک کو جمع کرنے والا) کہا جاتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ۲۶/ ۴۵۲-۴۳۹، ملخصاً)

حدیث شریف کی سب سے اہم کتاب "بُخاری شریف" وغیرہ میں موجود اس واقعے سے معلوم ہوا کہ

ہمارے چاروں خلیفہ (پہلے: صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ، دوسرے: فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ، تیسرے: عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ اور چوتھے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ، سب کے سب) اسلام اور مسلمانوں کی دینی حالت (condition) کے بارے میں سوچتے اور ضرورت ہوتی تو اسلام میں ایسا نیا کام لے آتے یا نیا کام لانے کا مشورہ دیتے کہ جو دین کے اصول کے خلاف نہ ہو۔

---

182 "برے طریقے"

سن ۸۰ ہجری میں حجاج ایک ظالم گورنر (governor) تھا، اس کے وقت میں جنّتی صحابی حضرت اَنَس بن مالِک رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ فرمایا کرتے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے زمانے میں جو چیزیں تھیں آج میں ہر چیز کو بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں، لیکن یہ ایک بات باقی ہے کہ گواہی دی جاتی ہے کہ اللہ پاک کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کی

جائے گی۔ عَرض کی گئی: اے ابوحمزہ! کیا نَماز بھی بدل گئی ہے؟ فرمایا: کیا انہوں نے نَماز میں ان باتوں کو شامل نہیں کر دیا جو پہلے نہ تھیں؟ آپ رَضِیَ اللہ عَنْہ کی مُراد یہ تھی کہ اب نَماز دیر سے پڑھی جاتی ہے (قوت القلوب ج۲، ص۵۱، ۵۰)۔ (**یاد رہے!** فجر میں اتنی دیر کرنا مکروہ ہے کہ سورج نکلنے کا شک ہونے لگے (بہارِ شریعت ح۳، ص۴۵۱، مسئلہ ۵، مُلخصاً) **اسی طرح!** مغرب میں اتنی دیر کرنا مکروہ (یعنی ناجائز و گناہ) ہے کہ (بڑے بڑے ستاروں کے علاوہ) چھوٹے چھوٹے ستارے بھی چمک جائیں (نظر آنے لگیں)۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج۵ ص۱۵۳ مُلخصاً))

اس حکایت سے پتا چلا کہ بُرا طریقہ یا بُری بدعت کسی بھی زمانے میں کوئی بھی نکالے وہ بُری ہی ہے۔

---

183 "اچھی بُری بدعت"

بُری بدعت:

{} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ہر بدعت (یعنی نئی بات) گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنّم میں (لے جانے والی) ہے۔ (سُنَنُ النَّسائی ج۲، ص۱۸۹)

{} فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: بدترین (یعنی سب سے بُرے) کام نئے طریقے ہیں ہر بدعت (یعنی نئی بات) گمراہی ہے۔ (صحیح مسلم ص۴۳۰ حدیث۸۶۷)

{} بُری بدعت کو **"بدعت سیئہ"** کہتے ہیں اور بری بدعت کا سب سے بڑا معنی یہ ہے کہ مسلمان کہلانے والوں نے اسلام میں بُرے عقیدوں (beliefs) کا اضافہ کیا، جن کا تعلق اسلام سے نہیں ہے۔ جس "بدعت" یا "بدعتی (یعنی دین میں نیا کام کرنے والے)" کی سخت برائیاں آئی ہیں، اُس سے مراد ایسے لوگ اور ایسے کام ہیں۔ (مراۃ ج۱، ص۱۱۴ ماخوذاً) **یاد رہے!** اگر کفریہ عقیدے کا اضافہ کیا تو وہ "بدعت" نہیں بلکہ "کفر" ہے اور ایسا کرنے والا مسلمان نہیں رہتا، جیسے: پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد کسی کو "نیا نبی" ماننا۔

{} اب بُری بدعت کے تین معنٰی ہیں (1) نیا کام جو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد

شروع ہوا مگر وہ کام ایسا ہو کہ اسلام اُس سے منع کرتا ہو(2)خلاف سنت کام جو سنّت کو مٹائے(3)برے عقیدے(beliefs)جو بعد میں پیدا ہوئے۔(جاء الحق،ج۱،ص۱۷۷،۱۷۸،مطبوعہ لاہور ماخوذاً)

{}بُری بدعت مکروہ، حرام، گناہِ صغیرہ اور گناہِ کبیرہ ہر طرح کی ہوتی ہے۔(فتاوی رضویہ جلد۲۱،ص۱۶۱ملخصاً)

بُری بدعت کی مثالیں:

{}تمام ایسے عقیدے(beliefs)جو پہلے نہ تھے،بعد میں لوگوں نے بنا لیے۔

{}پیارے پیارے صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کے وقتوں میں بھی بُرے لوگوں نے بُرے عقیدے(beliefs)ایجاد کیے جیسے: کسی نے اپنے آپ کو نیا نبی کہا(حالانکہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:میں آخری نبی ہوں(ترمذی،ج۴،ص۹۳،حدیث:۲۲۲۶)) یہ عقیدہ رکھنا تو کُفر ہے، اس طرح کے لوگوں نے اسلام میں گمراہ کرنے(یعنی جہنّم میں لے جانے والا عقیدے(belief)) بھی نکالے، وہ سب عقیدے(belief)بھی بُری بدعتیں ہیں ۔ اس مُبارک زمانے میں بھی بعض لوگ ایسے ہوئے کہ جنھوں نے تقدیر کے اسلامی عقیدے(Islamic beliefs)میں اختلاف کیا اور گمراہ کرنے(یعنی جہنّم میں لے جانے)والے عقیدے(beliefs)لوگوں کو بتانا شروع کیے، تو یہ عقیدے (beliefs) "بدعتِ سَیِّئَہ" ہی ہیں۔ حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا نے تقدیر کا انکار(denial)کرنے کو "بدعتی" کہا(مراۃ ج۱،ص۱۱۴ماخوذاً){} اب اگر کوئی کہے کہ(معاذاللہ!یعنی اللہ کی پناہ) اللہ پاک جھوٹ بول سکتا ہے۔ یا کوئی کہے کہ(معاذاللہ!یعنی اللہ پاک کی پناہ) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو غیب کا علم نہیں تھا تو یہ عقیدے(beliefs) بھی بدعت ہیں کہ پہلے نہ تھے اب لوگوں نے اپنا عقیدہ بنا لیا۔(جاء الحق،ج۱،ص۱۷۷،۱۷۸،مطبوعہ لاہور ماخوذاً) (**یادرہے!** جو یہ کہے یا یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور دیگر انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو اپنے بعض غیب کا علم بھی نہیں دیا(یعنی علم غیب میں سے کچھ علم بھی نہ دیا)تو ایسا کہنے والا یا ایسا عقیدہ(belief)رکھنے والا کافر ہے۔(فتاوی رضویہ جلد۲۹،ص۴۱۶ملخصاً))

{} اگر جاہل لوگ ایسا کرتے ہیں کہ جہاں(فوت ہونے والی کی)میّت کو نہلایا ہو، وہاں چالیس(40)رات تک

اس لیے چراغ(lamp) جلاتے ہیں کہ مرنے والا روز یہاں آتا ہے، اگر روشنی نہیں ہوتی تو گھبرا (یعنی پریشان ہو) کر چلا جاتا ہے یا گھر سے چراغ(lamp) جلا کر، اُس کی قبر تک لے جاتے ہیں تاکہ مرنے والا نہ گھبرائے ان دونوں کاموں کے لیے چراغ جلانا، پیسے برباد کرنا اور اسراف ہے۔ یہ کام عملی بدعت اور یہ نظریہ عقیدے(beliefs) کی بھی بدعت ہے۔(فتاوی رضویہ جلد۹، ص۵۰۲ ماخوذاً)

{} جس طرح انتقال والے گھر پر عورتیں جمع ہوتی ہیں اور ان کے کھانے وغیرہ کا اہتمام(arrangement) میّت کے گھر والوں کو کرنا پڑتا ہے۔ وہ کھانا فاتحہ وایصال ثواب نہیں ہے بلکہ وہ تو مہمان نوازی اور دعوت ہے۔ غم(مثلاً انتقال) کے موقع پر ایسی مہمان نوازی اور دعوت کی اجازت نہیں لہٰذا علماء نے اسے بُری بدعت کہا ہے۔(فتاوی رضویہ، ۹/۶۷۱ ماخوذاً)

{} ہمارے ہاں جس طرح تقریبوں(events) پر آتش بازی (fireworks) کی جاتی ہے یہ بُری بدعت ہے۔(فتاوی رضویہ، ۸/۵۸۴ ماخوذاً)

{} نماز قضائے عمری کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں پڑھی جاتی ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ ساری قضا نمازیں ادا ہو گئیں یہ بُری بدعت ہے۔(فتاوی رضویہ، ۸/۱۵۶ ملخصاً)

اچھی بدعت:

{} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: تمام اعمال کا ثواب نیّتوں سے ہے اور ہر آدمی کے لئے وہی ہے جو اس نے نیّت کی۔(صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، الحدیث:۱، ج۱، ص۵)

{} جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ پاک کے یہاں بھی اچھا ہے۔(مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ۲/۱۶، الحدیث:۳۶۰۰)

{} جو نیا کام حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد ایجاد ہوا، نہ وہ خلاف سنت ہو نہ دین اُسے منع کرتا ہو، وہ جائز ہے اور اگر وہ کام کوئی نیکی ہو تو وہ اچھی بدعت ہے۔(جاء الحق، ح۱، ص۱۷۷، ۱۷۸، مطبوعہ لاہور ماخوذاً)

اچھی بدعت کی مثالیں:

{}**سبز گنبد:** جسے ہر عاشقِ رسول بار بار دیکھنا چاہتا ہے، یہ بھی اچھی بدعت ہے کیوں کہ وہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے کئی سو سال بعد بنا ہے۔

{}اذان و اقامت سے پہلے بِسْمِ اللّٰہ اور درودِ پاک پڑھنا:

○فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جو کام **بِسْمِ اللّٰہ** سے شروع نہیں کیا جاتا وہ ادھورا(incomplete)رہ جاتا ہے۔(کنزالعمال، کتاب الاذکار، ج۱، ص۲۷۷، رقم الحدیث:۲۴۸۷، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

○فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جو بھی اہم کام **اللّٰہ** پاک کے ذکر اور اس کے بعد **درود شریف** سے شروع نہیں کیا جاتا وہ نامکمل، ادھورا اور برکت سے خالی ہے۔(القول البدیع، ص۴۵۴)

○اذان و اقامت سے پہلے درود میں یہ احتیاط کرنی چاہئے کہ درود شریف پڑھنے کے بعد کچھ وقفہ کرے پھر اذان یا اقامت کہے تاکہ درود شریف اور اذان و اقامت کے درمیان فاصلہ(gap)ہو جائے یا درود شریف کی آواز اذان و اقامت کی آواز سے کم رہے تاکہ دونوں کے درمیان فرق رہے اور درود شریف کو اقامت کا حصّہ(part)نہ سمجھا جائے۔(بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت ص۱۰۸تا۱۱۰ ملخصاً) درود شریف پڑھنے کے بعد اذان توجہ سے سننے یا نماز سے پہلے موبائل بند کرنے کا کہنا بھی ایک اچھا کام ہے کہ اس سے بھی درود شریف اور اذان وغیرہ میں(gap)ہو جاتا ہے۔

{}انگوٹھے چومنا:

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے جب مؤذّن کو اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کہتے سنا تو یہ دُعا پڑھی: اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیناً وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّمَ نَبِیاً، پھر دونوں کلمے کی انگلیوں کے نیچے کا حصّہ چوم کر آنکھوں سے لگالیا، اس پر پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے(صدیق)نے کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔(المقاصد الحسنۃ حروف المی حدیث ۱۰۲۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۸۴ ملخصاً)

{}بڑی راتوں میں عبادت:

○رجب میں ایک ایسی رات ہے جس میں عبادت کرنے والے کیلئے سو(100) سال کی نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور یہ رجب کی ستائیسویں(27th) رات ہے، جو اس رات بارہ(12) رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے اور (بارہ(12) رکعت پڑھنے کے بعد، نماز سے باہر یہ کلمات پڑھے) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر سو(100) مرتبہ پڑھے اور اللہ پاک سے سو(100) مرتبہ استغفار کرے (مثلاً سو(100) مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہے) اور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر سو(100) بار درود پڑھے اور اپنے لیے دنیا و آخرت میں سے جو چاہے مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو بے شک اللہ پاک اس کی سب دعاؤں کو قبول فرمائے گا، سوائے اس دعا کے جو گناہ کی ہو۔ (ماثبت بالسنۃ، ص ۱۵۰، شعب الایمان، ۳/ ۳۷۴، حدیث: ۳۸۱۲)

○رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں(15th) رات ہو تو رات کو جاگا کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو جب سورج غروب ہوتا ہے تو اس وقت سے اللہ پاک فرماتا ہے اور (اپنی شان کے مطابق) اعلان کرتا ہے کہ: کوئی ہے مغفرت مانگنے والا تاکہ میں اس کو بخش دوں، ہے کوئی رِزق مانگنے والا تاکہ میں اس کو رِزق دوں، ہے کوئی مصیبت والا کہ میں اس کو اس (مُصیبت) سے نجات دوں۔ یہ اعلان فجر کا وقت شروع ہونے تک ہوتا رہتا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، ۲/ ۱۶۰، حدیث: ۱۳۸۸ ملتقطاً)

{} میلاد شریف منانا:

○میلاد کا معنی ہے "پیدا ہونا" اور ہمارے ہاں جو میلاد شریف ہوتے ہیں، اُس کا مطلب پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ذکر کرنا، اُن کے فضائل بیان کرنا ہے چاہے دو آدمی مل کر کریں یا ہزاروں۔ اس محفل میں تلاوتِ قرآنِ مجید ہوتی ہے، اللہ پاک کی حمد ہوتی ہے، اللہ پاک کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نعتیں پڑھی جاتی ہیں، قرآن و حدیث سے اُن کی شان بیان کی جاتی ہے اُن پر صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا اور مسلمانوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی بات بھی ناجائز نہیں اور یہ سب الگ الگ ثواب کے کام ہیں۔ تو جب یہ ثواب کے کام مل جائیں تو یہ محفل ناجائز کیسے ہو جائے گی؟

○صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ نے بھی مل کر سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا ذکر کیا ہے جیسا کہ حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم اپنے صحابہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ) کے ایک حلقے کے قریب سے گزرے تو ان سے پوچھا: **تمہیں کس چیز نے یہاں بٹھایا ہے؟** انہوں نے عرض کی: **ہم اس لیے بیٹھے ہیں تاکہ ہم اللہ پاک کو پکاریں اور اس کی اس بات پر حمد کریں کہ اُس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت دی (کہ ہم مسلمان ہوئے) اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے ذریعے، ہم پر احسان کیا۔** (یہ سن کر) فرمایا: **تمہیں اللہ کی قسم! کیا تم صرف اسی کام کے لیے بیٹھے ہو؟** صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ نے عرض کی: **اللہ پاک کی قسم! ہم اسی کام کے لئے بیٹھے ہیں۔** تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا: **میں نے تم سے تہمت کی وجہ سے حلف (قسم) نہیں اٹھوایا (یعنی تمھیں جھوٹا نہیں سمجھتا) بلکہ میرے پاس جبرائیل (عَلَیۡہِ السَّلَام) آئے اور انہوں نے مجھ سے عرض کی: اللہ پاک فرشتوں کے سامنے تم پر فخر فرماتا (یعنی خوش ہوتا) ہے۔** (سنن نسائی ج۸، ص۲۴۹)

○حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا کہتی ہیں اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ (جنّتی صحابی) حسان بن ثابت (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ) کے لئے مسجد میں منبر لگاتے (یعنی ایسی سیڑھیاں، جن پر امام صاحب کھڑے ہو کر جمعے کے دن عربی میں ایک قسم کا بیان کرتے ہیں) اور وہ منبر پر کھڑے ہو کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ (کی نعتیں پڑھتے اور) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی شان کے خلاف (against) بولنے والوں کا جواب دیتے، پھر اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فرماتے کہ جب تک حسان (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ) اللہ کے رسول کے خلاف بولنے والوں کے جواب دیتے ہیں روح القدس (یعنی جبریل عَلَیۡہِ السَّلَام) ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ (سنن ابو داود، ج۴، ص۳۰۴، بیروت)

○اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے پیر شریف کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: فِیۡہِ وُلِدۡتُ وَفِیۡہِ اُنۡزِلَ عَلَیَّ اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم، ص۵۹۱، حدیث:۱۱۶۲)

○ربیع الاوّل کے مہینے میں خاص طور پر میلاد شریف کی محفلیں ہوتی ہیں کیونکہ یہ وہی برکت والا مہینا ہے کہ جس میں نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم اس دنیا میں تشریف لائے تھے۔ اس مہینے میں عاشقانِ رسول، پیارے آقا صَلَّی

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعظیم (respect) کیلئے، پرچم لگاتے، گھروں کو سجاتے، روشنیاں کرتے اور بارہ (12) ربیع الاوّل کو جلوس نکالتے ہیں۔

○اللہ پاک فرماتا ہے: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (پ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت:۱۱) (ترجمہ کنزالعرفان)

○اللہ پاک نے یہ بھی فرمایا: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے، یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔ (پ۱۱، سورۃ یونس، آیت:۵۸) (ترجمہ کنزالعرفان)

○ عقل کا بھی تقاضا ہے کہ میلاد شریف منانا چاہیے کیونکہ اس کے بہت سے فائدے ہیں، ان فائدوں میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں (خصوصاً سمجھدار بچوں) کے دل میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فضائل سن کر پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی محبّت بڑھتی ہے۔ (جاء الحق، ج۱، ص۱۹۵، مطبوعہ لاہور، مُلخصاً)

○اگر ہم یہ دن مناتے ہیں تو کیا غیر مسلموں پر اسلام کی شان ظاہر نہیں ہوتی؟ کیا دنیا کو یہ پتا نہیں چلتا کہ مسلمانوں کو اپنی نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بہت زیادہ محبّت ہے؟

○دین حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی باتوں پر ایمان (believe) لانے کا نام ہے اور یہی دین حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی باتیں ماننے کا پیغام ہے، تو دین سے تعلق (relation) مضبوط کرنے کے لیے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی محبّت لازم ہے اور محفلِ میلاد اور ربیع الاوّل کا خرچہ، اس محبّت کے اضافے کا سبب ہے، تو کیا یہ کام دین میں اچھا نہیں ہے؟

نوٹ: دینِ اسلام نے جن جن باتوں سے منع کیا ہے، میلاد شریف میں ان باتوں کا نہ ہونا ضروری ہے۔ مثلاً ○عورتوں اور مردوں کا بے پردہ، غیر مردوں کے ساتھ کسی محفل میں شریک ہونا ○راستے روک کر محفلِ میلاد کرنا ○اسپیکر کی اتنی اونچی آواز رکھنا کہ محلے والوں اور پڑوسیوں کی تکلیف کا سبب بنے ○ عورتوں کا مائیک پر نعتیں پڑھنا اور آواز کا غیر مردوں تک جانا ○ کسی قسم کا میوزک چلانا ○چوری کی بجلی استعمال کرنا ○زبردستی چندہ کرنا ○لنگر پھینکنا ○ غیر شرعی اشعار اور کلام پڑھنا ○غلط روایات یا غیر شرعی باتوں کا سننا، سنانا ○ کسی کا رات دیر

تک محفلوں میں رہنا اور فجر کی نماز قضا کر دینا یا واجب ہونے کے باوجود بغیر شرعی اجازت کے، مرد کا گھر پر نماز پڑھنا اور مسجد نہ جانا، وغیرہ وغیرہ۔

یادرہے: ہم بُرائی کو ختم کریں گے، نیک کام بند نہیں کریں گے۔ شادی کی غلط رسموں کو ختم کیا جائے گا، شادیاں بند نہیں کی جائیں گی۔ اگر نفل نماز پڑھنے میں کوئی غلطیاں کر رہا ہے تو نفل نماز پڑھنا نہیں چھوڑیں گے بلکہ نماز کی غلطیاں، درست کریں گے۔